

300 - 0 - 0

1678

العبادات

کتابخانه
 علامہ اقبال
 لاہور پاکستان
 رقم ۱۰۰۰
 نقشبندی بھارت



تاج کھنی لمیٹڈ لاہور

قرآن مجید کی صحت و قیمت

قرآن شریف کتب سماوی میں اکل و اشرف و آخری صحیفہ ہے۔ جسے اہل اسلام سر آکھوں پر جگدیتے ہیں۔ لیکن تعجب و افسوس کا مقام ہے کہ ہندوستان کے تاجران کتب اس ظلام پاک کی کثرت و طباعت میں عجز و سہل انکاری سے کام لیتے ہیں۔ اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ بعض مسلمان نااندرمانی اس ظلم و ستم میں جاتے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ قرآن مجید کی اشاعت میں جس قیمت کے دوش بدوش مسیح تو بھی پیدا کیا جاتا لیکن کتابت و طباعت کا ذوق سلیم بہت کم تاجروں کو حاصل ہوتا ہے۔ پھر تجارتی رفتاروں کے باعث وہ قرآن مجید کا ہر اتنا نام رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ تاجر مقابے میں ٹھیکہ نہ سکے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دیکھ کر کتابت کی اجرت ادا کرنی، ممکن ہو جاتی ہے۔ اور جو بڑی تہل کی قیمت لڑائی بھی جاتی ہے۔ اس کی تصحیح و خراج نہیں کیا جاسکتا۔ پروف وقت نظر سے پڑھے نہیں جاتے اور کاغذ اٹھا لیا گیا جاتا ہے۔ جو ذیل ذیل کتاب کے لئے بھی موزوں نہ ہو۔ ایسی بے اعتباری اور غفلت میں کوئی قرآن خدا خواستہ غلط چھپنے یا حذف ہو جائے یا غلط اعراب کی حالت ہو تو اس کی بھی پروا نہیں کی جاتی۔

ان قباحتوں کو دور کرنے کی خاطر تلخ کپینی لمیٹڈ لاہور نے قرآن مجید کی صحیح و خوشنما کتابت اور دیدہ زیب عکسی طباعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہر قسم کے قرآن مجید یعنی چھوٹے اور بڑے ہر قسم کے کتابت سے ہشت رنگ مطلقاً وغیر مطلقاً رسمی سے بڑھیا کاغذ و اس پر بہترین و مضبوط ترین مستشرق مذہب جدیدی کے نمونے تیار کرانے گئے ہیں جن میں عکسی بلاکوں کی بدولت صحت و حفاظت و اعراب کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ سادہ اور رنگین چھپائی اتنی نفیس ہے کہ جرمنی، انگلستان اور امریکہ کے لوگ بھی عیش و عشرت کرتے ہیں۔

قرآن مجید جمال شریف سیپاروں اور غمبوروں وغیرہ کی خریدت سے بھلے ہمارے نمونے کے صفحہ مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

خط و کتابت: تاج کپینی لمیٹڈ ریلوے روڈ لاہور
کاپتہ

جملہ حقوق بحق تاج کپنی محفوظ ہیں

مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے
سلسلہ اخلاق اسلام کا چوتھا حصہ

المعروف بہ

العادات

مؤلفہ

جناب مولوی بدر الدین صاحب بدر جالندھری

ناشران

تاج کپنی لمیٹڈ قرآن سنٹر لاہور

59584

دیباچہ

سلسلہ اخلاق اسلام کا چوتھا حصہ المعروف بہ العادات مؤلفہ جناب مولوی بدرالدین صاحب بدر جالندھری میری نظر سے گذرا ہے۔ جس میں مولوی صاحب ممدوح نے انسانی عادات کی پیداؤں۔ ان کے اسباب اور طریق اصلاح پر محققانہ روشنی ڈالی ہے۔ عبارت سادہ سنیس اور عام فہم ہونے کے علاوہ طرزِ ہیاں نہایت سادہ اور دلکش ہے۔ اسباق کے شروع میں مشکل الفاظ کی تشریح اور بعد میں دہرانے کے لئے اتنی ہی سوالات درج کر دئے ہیں۔ میرے خیال میں کسی مسلمان کو اس کے مطالعے سے محروم نہ رہنا چاہیے۔

خاکسار

عمرالدین بی۔ بی۔ بی۔ بی۔ بی۔ بی۔ بی۔

تفتیش اسکاتین تمہیں مباحث قبلیہ جالندھری
شرقون شریب شح سینوپورہ (پاکستان)

عرض مؤلف

تمام دینی علوم میں علم اخلاق بھی ایک ضروری علم ہے۔ جو بے تمیز و تشبیہوں کو انسان، انسانوں کو یا اخلاق انسان اور بااخلاق انسانوں کو باخدا انسان بنا دیتا ہے۔ جس تک اخلاق درست نہ ہوں انسان کی کوئی عبادت اور کوئی عمل بہترین نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ برخلاف اسکے اسلامیہ سکولوں دہریہ مدرسوں اور کتبوں کیلئے کوئی ایسا نصاب موجود نہ تھا جو مسلمان بچوں کی تعلیم اخلاق کی ضروریات کو کما حقہ پورا کر سکے۔ علمائے اہل سنت و اہل بیت کے اساتذہ اور دیگر تمام ذمہ دار حضرات کو عرصے سے اس ضرورت کا احساس تھا۔ لہذا میں نے سلسلہ عقائد و ارکان کی تالیف کے بعد اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے اس ضرورت کو پورا کر نیکابھی مصمم ارادہ کر لیا اور بچوں کی ذہنی استعداد کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے تمام انسانی اخلاق کو شریعت اسلام کی روشنی میں نہایت سہل عام فہم اور مختصر اردو زبان میں سلسلہ ہذا کے سات حصوں میں خاص ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ اور نئی روشنی کے تعلیمیافتہ طلباء کے مذاق سے موافقت پیدا کرنے کے لئے ہر بات کو ایسی منطقی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ پڑھتے ہی ہر ایک بات صفحہ دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ناپختہ تالیف کو قبول فرما کر اہل اسلام کو اس سے فائدہ پہنچائے اور اس سرِ پا خطا و نسیان کے لئے مغفرت کا سہارا بنا لے۔ آمین

طالب دعا

مدرسہ اسلامیہ، غفرلہ، عزلی، پشاور
کنڈمنٹ ہائی سکول، جالندھر

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۳	خوشامد و خود پسندی	۱۱	۵	عادات کا مطلب	۱
۵۸	بدزبانی و فحش کلامی	۱۲	۱۰	عادات کی اصلاح	۲
۶۳	تکبر و غرور	۱۳	۱۵	جھوٹ و ہمتان	۳
۶۹	حسد و عنز	۱۴	۲۰	غیبت و بد بختی	۴
۷۲	حرص و طمع	۱۵	۲۴	اسراف و فضول خرچی	۵
۷۹	کاپی و سستی	۱۶	۲۹	نخل و کنجوسی	۶
۸۳	بیمزاجی و ترش روئی	۱۷	۳۳	بزدلی و خوف	۷
۸۷	ضد و نافرمانی	۱۸	۳۹	عصبیت و غصہ	۸
۹۲	بیوفائی و وعدہ خلافی	۱۹	۴۴	کینہ و بد نظمی	۹
۹۷	بہبود گوئی و آوارہ گردی	۲۰	۴۸	تعصب و ہمت دھری	۱۰

سبق نمبر ۱

عادات کا مطلب

ایمان۔ دل سے خدا پر یقین کرنا

خصائلِ خصلت کی جمع۔ عادت ہے

مسلمان ہونا ہے

حرام۔ ممنوع۔ ناجائز ہے

حیا۔ شرم ہے

تکبر۔ بڑائی بیان کرنا۔ غرور

حسد۔ دوسرے کی نعمت کو دیکھ

کرنا ہے

کر جانا ہے

انجام۔ نتیجہ ہے

رشوت۔ چٹی۔ ناجائز مال لینا ہے

ناک پر مکھی بیٹھنے دینا کسی

دل میں گروہ بیٹھ جانا۔ کسی

کی بات کو برداشت

کے متعلق دل میں کینہ پیدا ہو جانا ہے

نہ کرنا ہے

۱۔ پیارے بچو! اچھی عادتوں کا بیان تو اس سے

پچھلی کتاب میں تم پڑھ چکے ہو۔ اب بری عادات

اور ان کا علاج بھی سمجھ لو۔ جس طرح انسان اپنی

بعض عادات اور خصائل کی وجہ سے لوگوں کی نظر

میں پیارا اور باعزت بن جاتا ہے۔ اسی طرح بعض

عادات سے سب کی نظر میں ذلیل اور خوار ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو سمجھ اور تمیز عطا فرمائی ہے۔ تاکہ اچھے اور بُرے میں تمیز کرے۔ نیک عادات اختیار کرے۔ اور بُری عادات کی اصلاح کرے۔ جو شخص نیک اور بد میں تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ انسان نہیں۔ بلکہ حیوان ہے۔ دنیا میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ نیک بھی اور بد بھی۔ لیکن نیکوں کی تعداد کم ہے۔ مگر ان کی صحبت سے بُرے لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

۲۔ جس طرح بنجار۔ کھانسی اور زکام وغیرہ جسمانی بیماریاں ہیں۔ اسی طرح روح کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ جن کو بُری عادتیں کہتے ہیں۔ غصہ۔ لالچ۔ جھوٹ۔ مکر اور فریب وغیرہ جسم کی بیماریوں میں تو جان کا ڈر ہے۔ مگر ان میں ایمان کا خوف ہے۔ جسم کی بیماریاں بدن کو کمزور کرتی ہیں۔ اور یہ روح کی طاقت کھوتی ہیں۔ بدن کی بیماریوں

سے چلنا پھرنا مشکل اور کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے۔ اور روح کی بیماریوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور خدا کا ڈر اس سے دور ہو جاتا ہے۔ گناہوں پر دل کو دلیری اور ایمان برائے نام رہ جاتا ہے۔ بدن کی کمزوری کا دکھ تو دنیا ہی دنیا میں ہے مگر روح کی کمزوری کا برا نتیجہ ادھر دنیا میں اور ادھر آخرت میں بھی ہمراہ رہیگا۔

۳۔ روح کی بیماریاں جس قدر زیادہ خطرناک ہیں۔ اسی قدر ہائیک اور چھپی ہوئی ہیں جسمانی بیماریاں تو فوراً پہچانی جاتی ہیں۔ اور ان کے علاج کے لئے انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر جسے بڑی عادت کی بیماری ہو۔ وہ علاج تو درکنار اس سے کئی بے خبر ہوتا ہے۔ کہ مجھ میں فلاں بری عادت بہت حالانکہ وہ اندر ہی اندر اس کا کام تمام کر دیتی ہے۔ اور جس کو ان بڑی عادات ہیں سے ایسا وہ کی خبر بھی ہو جاتی ہے۔ وہ اس کو بڑی نہیں سمجھتا

اور تو جتنے عیب ہیں۔ ان کو سب عیب مانتے ہیں۔ مگر ان بری عادات کو جو ہزاروں عیبوں کا ایک عیب ہے۔ کوئی بُرا نہیں گنتا۔ چور مانتا ہے کہ چوری بُری ہے۔ رشوت لینے والا جانتا ہے کہ رشوت حرام ہے۔ شرابی جانتا ہے کہ اس کا انجام ٹھیک نہیں ہے نماز برابر اقرار کرتا ہے کہ نماز کا چھوڑنا گناہ ہے بلکہ یہ لوگ اپنے کاموں سے خود شرمندہ ہیں اور بس چلتے کسی کے سامنے یہ کام نہیں کرتے۔

۴۔ مگر جن لوگوں کو تکبر۔ حسد اور غصہ وغیرہ بری عادتیں ہیں۔ وہ ان عادات کو سب کے سامنے صاف صاف ظاہر کرتے ہیں۔ اور انہیں کچھ حیا نہیں آتی۔ وجہ یہ کہ وہ ان کاموں کو بُرا نہیں بلکہ اچھا سمجھتے ہیں۔ تکبر والا فخر کرتا ہے۔ کہ جناب! ہم کسی کو کچھ نہیں سمجھتے۔ غصے والا کہتا ہے۔ کہ حضرت! ہم تو ناک پر ہاتھی نہیں بیٹھنے دیتے۔

کینے والا کہتا ہے کہ اجی! ہمارے دل میں جو گرہ بیٹھ جائے وہ کبھی نہیں سلجھ سکتی +

۵۔ مگر تعجب یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک خود تو ان بُری عادتوں کا اقرار کرتا ہے لیکن اگر اسے کہا جائے کہ تم میں تکبر ہے یا حسد ہے یا مہمت ہے تو وہ نہایت بُرا ماننے لگتا ہے جس کی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں۔ کہ اس سے نیکی اور بدی کی تمیز اٹھ گئی ہے۔ اسکی روح مردہ ہو چکی ہے اور وہ فوری علاج کی محتاج ہے +

سوالات

- ۱۔ بُری عادتیں کون کون سی ہوتی ہیں؟
- ۲۔ بُری عادتوں سے انسان کو کیا کیا نقصان ہوتا ہے؟
- ۳۔ روح کی بیماریاں جسم کی بیماریوں سے زیادہ خطرناک کیوں ہیں؟
- ۴۔ روحانی امراض کی تشخیص کیوں کر کی جاتی ہے؟
- ۵۔ امراض روحانی کا علاج کیوں زیادہ ضروری ہے؟

سبق نمبر ۲

عادات کی اصلاح

نجات - چھٹکارا	ندامت - شرمندگی
قلوب - قلب کی جمع	عبرت - نصیحت پکڑنا
دل	تشخیص - شناخت کرنا پہچاننا
بدظنی - بدگمانی	تفصیل - کسی بات کو کھول کر
انشاء اللہ اگر خدا تعالیٰ چاہے	بیان کرنا
امور اخروی - آخرت کی	حیات ابدی ہمیشہ کی زندگی
باتیں	نیک نامی

۱۔ بڑی عادتیں قلوب کی ایسی بیماریاں ہیں جن سے حیات ابدی جاتی رہتی ہے۔ صحت جسمانی کے لئے تو ڈاکٹروں اور طبیبوں نے سینکڑوں کتب قوانین۔ علامات امراض اور تشخیص پر لکھ رکھی ہیں۔ مگر صحت روحانی کے لئے چنداں فکر نہیں کی۔ حالانکہ بدنی امراض کی طرح اگر روحانی امراض

کا بھی وقت پر فکر نہ کیا جائے۔ تو انسان ہمیشہ
 نکلے لائے علاج ہو کر حیات ابدی سے ہاتھ
 دھو بیٹھتا ہے۔ اس لئے والدین اور ذمہ دار
 سرپرست پر واجب ہے کہ اپنے بچوں کی صحت
 جسمانی و صحت روحانی ہر دو کا خیال رکھے۔
 پس جب ہر ایک مرد اور عورت کسی نہ کسی
 روحانی مرض میں گرفتار ہے۔ تو اس کا علاج نہ
 کرنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ جو لوگ چوری۔ جھوٹ
 اور بدظنی وغیرہ بد عادات سے اپنے بچوں کو
 نہیں روکتے۔ ان کو ثنور کی آگ پر تو ایمان
 ہے۔ مگر جہنم کی آگ پر ایمان نہیں۔ جس میں
 بیگناہ انسانوں کو اپنی غفلت سے دھکائے
 رہے ہیں۔ اگر ان کے دلوں میں ایمان کا ایک
 ذرہ بھی موجود ہوتا۔ تو امور اخروی کی حقیقت
 کو سمجھتے اور اپنے بد اخلاق بچوں کو دوزخ کا بندھن
 بننے سے روکنے کی فکر کرتے۔

۲۔ اگر انسان اپنی ہر بات پر قدر سے غور کرتا ہے

تو اس کو اپنی بُری عادتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ پھر ان کو دور کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ بُری عادتوں کا نتیجہ اور انجام سوچے اور دیکھے کہ دانا لوگ کیوں ان کو بُرا سمجھتے ہیں۔ جن لوگوں میں بُری عادتیں ہیں۔ ان کے انجام پر غور کریے۔ کہ اپنی بُری عادتوں کے طفیل کیا کیا مصیبتیں اٹھانے ہیں؟

۳۔ نفس کے اندر جتنی بُرائیاں ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں سے جتنے گناہ ہوتے ہیں۔ ان کے علاج کا ایک آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ جب نفس سے کوئی شرارت یا بُرائی ہو جائے تو اسے سزا دے۔ جس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ خود اپنے آپ پر جرمانہ مقرر کرے اور جب اس سے کوئی بُری بات سرزد ہو۔ تو وہ جرمانہ غریبوں کو بانٹ دے۔ دوسرے یہ کہ روزہ رکھے یا ایک دو وقت کھانا نہ کھائے تاکہ آئندہ کے لئے اس کے دل میں عبرت

پیدا ہو جائے ۶
۴۔ قرآن کریم میں گناہوں کے متعلق جو ڈر آئے
ہیں۔ ان کو یاد کرے۔ زبان سے توبہ کرے۔
اگر بندوں کے حقوق ضائع کئے ہوں۔ تو
ان کی تلافی کرنے سے اور باقی گناہوں سے گڑگڑا
کر خدا سے معافی مانگے۔ ان پر ندامت کا
اظہار کرے۔ اور آئندہ کے لئے ان سے بچنے
کا پختہ عہد کرے۔ تو اس سے بھی انسان کسی
حد تک بُرائیوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے
۵۔ ان بڑی باتوں کے جو علاج اوپر بتائے
گئے ہیں۔ ان کے دو چار دفعہ استعمال سے
بُرائیاں دور نہیں ہوتیں۔ مثلاً غصے کو دو چار
بار روک لیا۔ تو اس سے اس بیماری کی جڑ
نہیں جاتی۔ یا ایک آدھ بار غصہ نہ آیا۔ تو یہ
خیال کرے۔ کہ بس اب میرا نفس ستور گیا۔ سو
یہ ناممکن ہے۔ لہذا اس کے لئے ضروری ہے
کہ بہت دنوں تک ان علاجوں پر کاربند رہے

اور جب غفلت ہو جائے۔ تو اس پر اظہار افسوس کرے۔ اور آئندہ کیلئے خیال رکھے تو بدت کے بعد انشاء اللہ ان برائیوں کی جڑھ جاتی رہیگی۔ آئندہ اسباق میں ان بڑے بڑے اخلاق کی تفصیل بیان کی جاتی ہے جو انسان کی دائمی تباہی کا باعث ہوتے ہیں اور جن سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے۔

سوالات

۱۔ بڑی عادتیں کیسے معلوم ہو سکتی ہیں؟

۲۔ بڑی عادتوں کے دور کرنے کی کیا ترکیب ہے؟

۳۔ اطباء روحانی کون ہوتے ہیں اور ان کی کیا ضرورت ہے؟

۴۔ انسان کو حیات ابدی کیوں حاصل ہو سکتی ہے؟

۵۔ روحانی امراض کے علاج میں کیا احتیاط لازمی ہے؟

سبق نمبر ۳

جھوٹ و بہتان

امانت - کسی کی چیز کو حفاظت میں رکھنا۔

خیانت - کسی کی امانت میں چوری کرنا۔

نفاق - دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ ہونا۔

افشائے راز - بھید کا ظاہر کرنا۔

مذمت - بڑائی۔

راستی فتنہ انگیز - سچ جس سے کسی فساد کا اندیشہ ہو۔

مقراض - قینچی۔

سرچشمہ - نکلنے کی جگہ۔

مطلب براری - مطلب نکالنا۔

دروغ مصلحت آمیز جھوٹ جس میں کوئی بہتری مد نظر ہو۔

۱- غیر واقعہ اور انہونی بات کا بیان کرنا جھوٹ ہے جو اپنی بڑائی اور لیاقت کے اظہار دوسروں کو خوش کرنے۔ دوست کی مدح یا دشمن کی مذمت و شخصوں میں عداوت ڈالنے۔ مطلب براری اور دل لگی کے لئے ہوتا ہے۔ جس کی پیداہٹس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کے ساتھ خود سزبری

وعدے کر کے ان کو پورے نہیں کرتے۔ بے حد سختی اور جھوٹے بیچوں کے ساتھ کھیلنے سے بھی یہ عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا بچوں سے ہمیشہ صفائی اور دیانتداری سے پیش آؤ۔ انہیں دھوکہ اور فریب نہ دو۔ جو بات کہو صاف صاف کہو۔ جو وعدہ کرو۔ پورا کرو۔ خود سچ بولو۔ اور ان کے ساتھ سچائی کے ساتھ معاملہ کرو۔ اگر پھر بھی بائیں نہ آئیں۔ تو علیحدہ کر کے ڈانٹ دو۔

۲۔ جھوٹ کا انجام ہمیشہ شرمندگی اور ندامت ہوتا ہے۔ جو دین اور ایمان کا دشمن ہے۔ قرآن میں اس پر لعنت اور ہر مذہب میں پھٹکار ہے۔ لیکن دروغ مصالحت آمیز یعنی پولٹیکل پالیسیاں۔ راست فتنہ انگیز یعنی افشائے راز سے بہتر ہے۔ اور آج کل ہر ایک شاہ و گدا کا عمل اسی پر ہے۔

۳۔ جھوٹ بول کر کسی کا حق دہانا سخت گناہ ہے۔ جھوٹا خواب بنانا کسی کو جھوٹی بات بتا کر ڈرانا اور لوگوں کو ہنسائے کی خاطر جھوٹ بولنا سب سے

ہیں۔ جھوٹا آدمی ہمیشہ بے اعتبار اور ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور آخر میں بجائے فائدے کے نقصان اٹھاتا ہے۔

۴۔ جھوٹ بڑائیوں کی جڑھ اور راستی خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ جھوٹ اخلاقی موت اور راستی آب حیات ہے۔ مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن واعظ کا وعظ اس کے عمل کے مطابق کیا جائیگا۔ اگر ویسا ہی ہوگا۔ تو خیر ورنہ اس کے ہونٹ آگ کی مقراضوں سے کاٹے جائیں گے۔ اور جتنی دفعہ کاٹیں گے۔ پھر ویسے ہی ہو جائیں گے۔ حسن بصری نے فرمایا ہے کہ جس کے ظاہر و باطن۔ قول و فعل۔ اور مدخل و مخرج میں دورنگی ہو۔ وہ نفاق کا ایک کثیر حصہ رکھتا ہے۔ اور جس اصل پر اس کی بنیاد ہے۔ وہ جھوٹ ہے۔

۵۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جھوٹ سے رزق کم ہو جاتا ہے۔ جب کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ تو

اس کے منہ سے ایسی بدبو پھیلتی ہے کہ فرشتہ
 ایک کوس دور چلا جاتا ہے۔ اور آپ نے
 یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص چھ چیزوں پر عمل کرے
 وہ بلاشبہ جنت کا مستحق ہے۔ بات کے ٹو جھوٹ
 نہ بولے۔ وعدہ کرے تو پورا کرے۔ امانت میں
 خیانت نہ کرے۔ بد نظری نہ کرے۔ ہاتھ سے
 کسی کو ایذا نہ دے۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے
 پس جھوٹ بولنا ایک بہت بری عادت
 ہے۔ جس کا علاج یہ ہے کہ جو بات کہو۔ اول
 سوچو پھر بولو۔ کہ اس بات سے اللہ تعالیٰ جو
 سہمہ و بھیر ہے۔ ناخوش تو نہ ہوگا۔ اس عمل کے
 بعد انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بات گناہ کی منہ سے
 نہ نکلیگی۔

کسی کے ذمے ایسا جرم تھوپنا جو اس میں نہ
 ہو۔ بہتان ہے۔ یہ جھوٹ سے بھی بُرا ہے۔
 اور پرلے درجے کا ظلم اور فساد کا موجب ہے
 جو شخص کسی پر بہتان لگائیگا۔ اس کے رہنے کے

لئے اللہ تعالیٰ وہ جگہ مقرر کرے گا جہاں وہ زخموں
کا خون اور پیپ جمع ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ اپنے کہنے سے
باز آئے۔ اور توبہ کرے۔

سوالات

- ۱۔ جھوٹ کیا ہوتا ہے۔ اور اس کی عادت کیوں کر پیدا
ہو جاتی ہے؟
- ۲۔ لوگ کیوں زیادہ جھوٹ بولتے ہیں؟
- ۳۔ جھوٹ کا انجام اور اس کے نقصانات کیا ہیں؟
- ۴۔ جھوٹ اور بہتان میں تم کیا فرق سمجھتے ہو۔ اور ان کا
علاج کیا ہے؟
- ۵۔ دروغ مصالحت آمیز بہ ازراستی فتنہ انگیز سے تم کیا
مطلب سمجھتے ہو؟

سبق نمبر ۱۴

غیبت و چغلی خوری

غیبت پیٹھ پیچھے کسی کی

تو بہ۔ لوٹنا گناہ سے باز آنا۔

برائی کرنا۔

تدارک۔ علاج۔

خالف۔ ڈرنے والا۔

تصور۔ خیال۔ ذہنی تصویر۔

مباحات۔ جمع مباح کی۔ جائز باتیں۔

دل لگی کرنا۔ ہنسی مخول کرنا۔

کینہ۔ دشمنی۔ عداوت۔

پیش بندی کرنا۔ کسی کام کا

روزِ محشر۔ قیامت کا دن۔

پہلے سے انتظام کرنا۔

۱۔ غیبت سے مراد یہ ہے کہ دوسرے کا ایسے طریق

سے ذکر کیا جائے۔ جسے وہ سنے تو برا منائے

یا یوں کہو۔ کہ پیٹھ پیچھے کسی کے حق میں برا کہنا

غیبت اور چغلی خوری کہلاتا ہے۔ غیبت کو چپکے

سننا بھی غیبت میں ہی داخل ہے اور ہاں

میں ہاں ملانے کی عادت بری ہے۔ غیبت کرنے

والا شخص دنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلیل ہو

جاتا ہے۔ غیبتِ زناہ سے بھی سخت تر ہے۔ اگر زناہ کے بعد انسان توبہ کر لے تو خدا تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ مگر غیبت کرنے والوں کی بخشش نہیں ہوتی۔ جب تک کہ جس کی غیبت کی جائے وہ معاف نہ کرے۔ اور غیبت معاف کرانا بہت مشکل

ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کی غیبت کرنا ایسا ہے جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ غیبت کرنا بدکاری سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور قیامت کے دن غیبت کرنے والوں کی نیکیاں ان لوگوں کو مل جائیں گی جن کی انہوں نے غیبت کی ہوگی۔ پس خیال کرنے کی بات ہے۔ کہ کسی کی غیبت کر کے ناحق اپنے نیک اعمال برباد کرنا اور روزِ محشر کی رسوائی اور

عذاب اپنے اوپر لینا کس قدر خسارے کا
سودا ہے *

۳۔ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جو خدا کی ذات
سے متعلق نہیں۔ جو سچی توبہ کرنے اور آئندہ

کے لئے اصلاح کرنے سے صاف ہو جائے
بلکہ یہ گناہ بندوں کے حقوق سے متعلق

ہے۔ جو نہ توبہ سے معاف ہو سکتا ہے
نہ کسی عبادت سے اس کا تدارک ہو سکتا

ہے۔ بلکہ اسے وہ شخص بخش سکتا ہے۔
جس کی غیبت کی گئی ہو۔ اگر جیتے جی اس

سے معافی نہ مانگی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے
حضور میں گناہ سمیت جانا پڑے گا۔ اور وہاں

جو گزرے گا سو گزرے گا۔
۴۔ غیبت کے بڑے بڑے اسباب کینہ۔

غضب۔ پیش بندی۔ فخر اور مباحات
کا اظہار حسد اور دل لگی وغیرہ ہیں۔ جب تک

ان اسباب کا علاج نہ کیا جائے۔ اس وقت
59584

تک اس عادت کا اصلاح پر آنا مشکل ہے
 ۵۔ علاوہ اس کے غیبت کے علاج کے
 لئے دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ غیبت کے
 نقصان کا تصور کر کے خائف ہو اپنے
 عیوب کا تصور کرے۔ اور ان کے دور
 کرنے کی کوشش عمل میں لائے۔ اس سے
 بھی غیبت کی عادت آہستہ آہستہ انشاء اللہ
 چھوٹ جائے گی۔

سوالات

- ۱۔ غیبت سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟
- ۲۔ غیبت کا نقصان کیا ہے؟
- ۳۔ غیبت کے بڑے بڑے اسباب کون کون سے ہیں؟
- ۴۔ غیبت کیوں کر معاف ہو سکتی ہے؟
- ۵۔ غیبت کی عادت کس طرح ترک کی جاسکتی ہے؟

سبق نمبر ۵

اسراف و فضول خرچی

- کفایت شعاری سوچ سمجھ کر
خرچ کرنا۔
- تہیدستی۔ خالی ہاتھ مفلسی۔
- خود شمائی۔ دکھلاوا۔ ظاہری
- ٹیپ ٹاپ۔
- ذلت شعار۔ ذلیل۔ رسوا۔
- خوشامد منہ پر کسی کی تعریف کرنا۔
- ۱۔ اسراف و فضول خرچی دونوں ایک ہی چیز ہیں۔
فضول خرچی کفایت شعاری کی ضد ہے۔
جس کے معنی زیادہ خرچ کرنے کے ہیں فضول خرچی
انسان کو غریب۔ تلاش۔ بے اعتبار۔ پوٹوف۔
اور پیٹو بنا دیتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ کھاؤ۔ پیو۔ مگر فضول خرچ
- فضول خرچی۔ بے جا خرچ کرنا۔
- وضع داری۔ ظاہری حالت کو
دوست رکھنا۔
- موازنہ۔ اندازہ۔ وزن کرنا۔
مقابلہ کرنا۔
- پردہ پوش۔ پردہ ڈالنے والا۔
- تجاوز۔ زیادتی کرنا۔

نہ کرو۔ خدا فضول خرچوں کو دوست نہیں رکھتا جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہو۔ اس کے جاہل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

۲۔ فضول خرچ آخر کار چوری بڈا کہ اور جو اوغیرہ کا عادی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مال کا ختم ہونا اسے مقروض بنا دیتا ہے۔ اور تمہیدستی و وضعرداری اسے ان بری عادتوں کے لئے مجبور کرتی ہے۔ فضول خرچ انسان عموماً بے حیا اور ذلت شعار بن جاتا ہے۔ فضول خرچی خوشامد کراتی۔ جھوٹ بلواتی اور ہر ایک نا کردنی کام کرواتی ہے۔ فضول خرچ آدمی کو ثواب اور گناہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے تو پیٹ اور زبان کی خواہشات کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۳۔ برخلاف اسکے دولت انسان کے عیوب کی پردہ پوش اور حاجات کے پورا کرنے والی ہے۔ شریف وہی کہلاتا ہے۔ جو دولت مند ہوتا ہے۔ اور دولت گمانا بھی کچھ کم بہادری نہیں

اور پھر کہا کر جمع رکھنا اس سے بھی اعلیٰ درجے کی مردانگی ہے۔ مگر دولت کو اس طرح خرچ کرو کہ خلق اور خالق دونوں اس سے خوش ہوں۔ اپنی ضروریات کو پورا کرنا۔ اپنے متعلقین اور ابنائے نوع کی مدد کرنا اور قوم و ملک کے فساد کے لئے روپیہ کا خرچ کرنا دولت کا بہترین استعمال ہے۔ شراب و کباب اور رات دن عیش اڑانا اس کا ناجائز استعمال ہے جس سے نہ دنیا حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ دین سنورتا ہے۔

۴۔ مناسب طریق پر کم خرچ کرنے کو کفایت شکاری بولتے ہیں۔ خرچ ہمیشہ آمدنی کے لحاظ سے ہوتا ہے اور آمدنی سے خرچ کرنے کے بعد ایک معقول رقم کا پس انداز کرنا بھی ضروری ہے۔ جو بیماری۔ ناگہانی سفر۔ بچوں کی تعلیم شادی غمی کے اخراجات اور مکان کی تعمیر وغیرہ کے لئے وقف رہے۔ اور تمام اتفاقاً اخراجات

اس سے پورے ہوتے رہیں ہ

۵۔ فضول خرچی کے اسباب خود تہائی۔ زبان کا چٹخا
 قیمتی لباس اور آرائش کا شوق اور آمد و خرچ
 کا باقاعدہ حساب نہ رکھنا ہے۔ اور کفایت شعاً
 بننے کے لئے اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنا۔
 جھوٹی شہنی اور نمود سے بچنا۔ بلا ضرورت کوئی
 چیز نہ خریدنا اور گھر کی تمام چیزوں کی حفاظت
 کرنا ضروری ہے۔ علاوہ اس کے سب سے
 بڑی چیز جو کفایت شعاری کی عادت پیدا کرنے
 کے لئے ضروری ہے۔ وہ اپنی آمد و خرچ کا
 موازنہ کر کے صحیح اور درست بجٹ تیار کرنا
 ہے۔ اور جو شخص اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔
 وہ کبھی اعتدال سے تجاوز نہیں کر سکتا۔

۶۔ خواہشات کو قابو میں رکھنے کے لئے سب سے
 ضروری خواہش چٹور پن ہے۔ جو شخص اس کا
 عادی ہوگا۔ وہ سادی غذا نہ کھا سکیگا اور
 خواہ مخواہ اسے فضول خرچی کے لئے مجبور ہونا

پڑیگا۔ دوسرے نیلامی وغیرہ سے سستی چیزیں خریدنا جن کی ضرورت نہ ہو۔ ان سے بھی پرہیز لازم ہے۔ علاوہ ازیں غیر شرعی رسوم کی پابندی اور بڑے بڑے آدمیوں کی زیور اور لباس وغیرہ میں تقلید کرنا بھی انسان کو فضول خرچ بنا دیتا ہے۔ جس سے احتیاط لازم ہے۔ پس ہمیشہ کفایت شعاری سے گزارہ کرو۔ زیادہ کماء و تھوڑا خرچ کرو۔ وہی کھاد جو میسر ہو۔ وہی پہنو جس کی توفیق ہو۔

سوالات

- ۱۔ اہراف اور فضول خرچی سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟
- ۲۔ فضول خرچی کے اسباب اور اس کا انجام کیا ہے؟
- ۳۔ دولت کا بہترین استعمال کیسے کیا جاسکتا ہے؟
- ۴۔ فضول خرچی کا علاج کیا ہے؟
- ۵۔ کفایت شعاری کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا فائدہ ہے؟

سبق نمبر ۶

بخل و کنجوسی

شرعاً۔ شرعی طور پر +
 استطاعت۔ طاقت۔ مقدرہ
 زکوٰۃ۔ اپنے مال کا چالیسواں حصہ
 خدا کے نام پر خرچ کرنا +
 مظلوم۔ جس پر ظلم کیا گیا ہو +
 رضا جوئی۔ رضامندی سے ہونا +
 مروءت۔ عورت سے مراد بانی سے +
 بخیل۔ اعتدال سے کم خرچ کرنا والا +
 صدقہ۔ جو مال خدا کی راہ میں فقروں
 کو دیا جائے +

کو تاہی۔ کمی +

افلاس۔ غریبی۔ مفلسی +

۱۔ بخل و کنجوسی دونو ایک ہی چیز ہیں۔ جن کے معنی
 باوجود استطاعت کے کسی کو فائدہ نہ پہنچانے
 کے ہیں۔ یا یوں کہو کہ جس چیز کا خرچ کرنا شرعاً
 و مروءت ضروری ہو۔ اس میں تنگی کرنے کو بخل
 کہتے ہیں۔ یہ عادت انسان کو بے عزت اور
 قابل نفرت بنا دیتی ہے۔ اور جس شخص کے
 دل پر وہ اپنا قابو پالیتی ہے۔ وہ مال و دولت

تو ایک طرف بھولے مسافر کو راستہ بتانے اور کسی طالب علم کو بھولا ہوا لفظ بتانے سے بھی دریغ کرتا ہے۔ علم بھٹ سے اور دولت ہمیشہ خرچ کرنے سے بڑھتی ہے۔ اور بخیل کی دو نو چیزیں کم ہوتی ہیں۔ بلکہ وہ اپنے نفس کو خوش کرتے بھی بخل کرتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں طح طح کی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۲۔ بخیل آدمی دین اور دنیا دونوں طرف سے نقصان اٹھاتا ہے۔ زکوٰۃ اور خیرات وغیرہ اخراجات جن کا پورا کرنا انسان کے لئے شرعاً ضروری ہے۔ ان میں عمداً کوتاہی کر کے اس سے دینی مجرم بن جاتا ہے۔ اور سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو کر دنیا کا نقصان اٹھاتا ہے۔ اور آخر کار دولت اور رسوائی سے اپنی زندگی کے چند روزہ دن پورے کر کے عذابِ آخرت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

۳۔ سفیان فرماتے ہیں۔ کہ شیطان کے پاس

سب سے زیادہ گمراہ کرنے والا ہتھیار یہ ہے کہ مال کے ہوتے ہوئے بھی وہ افلاس۔ اور غربت کا خوف دلاتا رہتا ہے۔ اور صدقہ خیرات و قومی چندوں وغیرہ میں جو تحصیل نیکی کا ذریعہ ہیں۔ شریک نہیں ہونے دیتا۔ جب آدمی اس خوف کو اپنے دل میں جگڑے لیتا ہے تو اس کی طبیعت باطل کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ سچ بولنے اور امر حق پر قائم رہنے سے وہ رُک جاتا ہے۔ دولت مندوں کے لحاظ میں مظلوم کی حمایت کرنا ترک کر دیتا ہے۔ خدا پر توکل کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اور خدا سے بدگمان ہو جاتا ہے۔ اور مال و دولت کے جمع کرنے کے لئے نہر وقت بازار اور منڈی میں حاضر رہتا ہے۔ حالانکہ بازار شیطان کا بڑا ٹھکانہ ہے۔

۴۔ بخل کا علاج یہ ہے۔ کہ اپنے مال کو خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کرو۔ خدا تعالیٰ اور خویش و اقربا کے جملہ حقوق کو پورا کرو۔

دنیا کے مال کی محبت کو دل سے نکال دو جب
اس کی محبت نہ رہی۔ تو کبھی بھی نہ رہیگی۔
دوسرا علاج یہ ہے۔ کہ جو چیز ضرورت سے
زیادہ ہو۔ اپنی طبیعت کو مجبور کر کے وہ کسی
کو دے دو۔ اگرچہ اس سے نفس کو تکلیف
تو ہوگی۔ مگر اس تکلیف کو برداشت کرنے
سے یہ بڑی عادت دور ہو جائیگی۔ اور دینی
و نیوی نقصان سے انسان بچ جائیگا۔

۵۔ مگر اس صورت میں بھی اعتدال کا ضروری خیال
رکھو۔ اگر مال کا جمع کرنا لذیذ اور خرچ کرنا دیکھ
معلوم ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ بخل کا غلبہ ہے۔
اگر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اور کاپل آدمیوں
کو دوست بنانا پسند ہو۔ تو جان لو۔ کہ نفس
پر اسراف کا غلبہ ہے۔ غرضیکہ مال کے
خرچ کرنے میں ہمیشہ متوسط الحال ہونا
چاہئے۔ اگر اعتدال سے زیادہ اس کے
ساتھ لگاؤ رکھو گے۔ تو موت کے پیالے

کو تلخ محسوس کرو گے۔ ورنہ موت کو خدا
کی ملاقات کا ذریعہ پاؤ گے۔

سوالات

- ۱۔ بخل و کنجوسی سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟
- ۲۔ بخل و کنجوسی کی عادت سے کیا کیا نقصان پہنچتا ہے؟
- ۳۔ بخل و اسراف کا اعتدال کون سا ہے؟
- ۴۔ شیطان کے پاس سب سے زیادہ گمراہ کرتے والا
پتھیار کون سا ہے؟
- ۵۔ بخل کی عادت کا صحیح علاج کیا ہے؟

سبق نمبر ۱

بزدلی و خوف

ضبطِ نفس۔ اپنے نفس پر قابو پانا
 اجنبیت۔ اجنبی ہونا یا واقفیت
 جذبات۔ دل کے خیالات +
 اہم کردہ۔ بڑے کام +
 حرص فاسد۔ برا لالچ +
 خود اعتمادی۔ اپنے اور بجز دوسرے کرنا
 توہمات۔ وہمی خیال۔ بکے خیال +
 تحریک۔ حرکت دینا +
 ضمیر۔ دل +
 مفسد۔ فساد کرنے والا +

۱۔ ایسے مقام پر جہاں نفس کا بدل لینا واجب
 ہو۔ رک جانا بزدلی ہے۔ جس سے خواری
 بے عزتی۔ حرص فاسد۔ سستی اور ظالم کو اپنے
 اپنے اور پر قادر کرنا لازم آتا ہے اور اس کے
 پیچھے میں حصوت۔ پوری۔ گالی گلوچ اور
 برسی صحبت کے اختیار کرنے کی عادت
 ہو جاتی ہے۔ اور کچھ عرصے میں انسان کی
 عقل اور اخلاقی دونوں کمزور ہو جاتے ہیں اور

کسی کام کی اسے جرأت نہیں رہتی۔ اسکے اسباب کا علاج کرنے اور شریر و مفسد لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کر کے قوتِ غضب کو حرکت میں لانے سے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

۲۔ خوف وہ نفسانی حرکت ہے۔ جو کسی ایسے امر کمزور کے واقع ہونے سے جسے نفس دفع نہ کر سکے۔ پیدا ہوتی ہے۔ وہ امر کمزور ضروری ہوگا یا ممکن۔ اگر ممکن ہو لو بسبب اس کا خود اس کا فعل ہوگا یا غیر کا۔ اور ان دونوں میں سے کوئی قسم قابلِ خوف نہیں کیونکہ اگر ضروری ہے تو اس کا دور کرنا طاقت سے بالا ہے۔ اس کی وجہ سے دنیا کے باقی کام نہ چھوڑنے چاہئیں۔ اور اگر ممکن ہو اور بسبب اس کا اپنا فعل ہو۔ تو اس کام کے بڑے انجام پر غور کیے اور اس سے بچنے اور اگر بسبب اس کا کسی دوسرے کا فعل ہو تو قبل از مرگ وادبلا کر ناخلاف قتل ہے۔

۳۔ خوف کی پیدائش کے مختلف اسباب ہیں۔

جن میں سے پہلا سبب اجنبیت ہے کسی نامانوس مقام پر جانے یا کسی اجنبی آدمی سے ملنے سے بچتے نہالٹ ہو جاتا ہے اس

لئے پہلے سے ہی اس بات کی احتیاط کرنی

ضروری ہے۔ اور بڑے بڑے مجموعوں میں

ان کو ہمراہ لے جا کر ان کی چھٹکٹ دور

کرنی چاہئے۔ دوسرے غلامانہ زندگی بھی

خوف کے جذبات کو تحریک دیتی ہے۔

ملازم پیشہ لوگ عموماً آزاد پیشہ لوگوں سے

زیادہ بزدل اور ڈرپوک ہوتے ہیں ان میں

اخلاقی جرأت کم اور جی حضور کلمہ کی عادت

ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے ضمیر کی آواز کو دباتے

اور اس کا نام اطاعت رکھتے ہیں۔ حالانکہ

نافربانی اور چیز ہے اور اخلاقی جرأت اور

چیز ہے۔

۴۔ پس اپنے بچوں کو غلامانہ ذہنیت سے

بچاؤ۔ بہر وقت انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر ان کی قوت مردانگی کو کمزور نہ کرو۔ ان پر جبر و تشدد کر کے ان کے حوصلوں کو پست نہ کرو۔ اور نہ انہیں اندھا دھند حکم ماننے کا عادی بناؤ۔ خوف کا تیسرا سبب جہالت اور توہمات ہیں۔ جس سے آدمی ڈر لوک اور بزدل ہو جاتا ہے۔ اور بھوت پریت کے فرضی قصے سن کر ان سے متاثر ہو جاتا ہے۔ علاوہ ان کے جہانی کمزوری بھی خوف کا سبب ہوتی ہے جرات اور دلیری کے بعض کام انسان اس لئے نہیں کرتا کہ وہ اپنے جسم کو ان کے ناقابل سمجھتا ہے۔

۵۔ پس خوف کے راستے بند کر کے بچوں میں شروع ہی سے بہادری کی روح پیدا کرو۔ چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی ہمت بڑھاؤ۔ انہیں شاباش دو۔ کامیابی پر ان کی تعریف کرو۔ ان کی قوت ارادی کو مضبوط کرو۔ قوت

ارادی انسان کے اندر ضبطِ نفس اور خود اعتمادی پیدا کرنی ہے۔ ناکامی پر ان کی ہمت بڑھاؤ۔
 کوشش کرو۔ اور پھر کوشش کرو کا اصول ان
 کے ذہن نشین کراؤ۔ بہادری کے سچے واقعات
 اور قصے سنا کر ان کی ہمت بڑھاؤ۔

سوالات

- ۱۔ بزدلی کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا نقصان ہے؟
- ۲۔ بزدلی کی عادت کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟
- ۳۔ خوف کیا ہوتا ہے۔ اور اس کے اسباب کون کون سے ہیں؟
- ۴۔ خوف کا بہترین علاج کیا ہے؟
- ۵۔ بچوں کو غلامانہ ذہنیت سے کیسے بچایا جاسکتا ہے؟

منہج نمبر ۸

غضب و غصہ

جنون - دیوانگی - پاگل پن - لعنت کسی کے متعلق ل

میں بد عا کرنا

ندامت - شرمندگی

حدیث - بات - نبی کا قول و فعل

چشم پوشی - درگزر کرنا

اقتدار - طاقت - مقدر

اعوذ - میں خدا کی پناہ مانگتا

خوش اخلاقی - اچھی عادتیں

ہوں

اشتعال - بھڑکانا - اگسانا

زاحواں - کوئی ڈر نہیں

۱۔ غضب و غصہ دو نو ایک ہیں چیزیں۔ اس کا

شروع جنون اور آخر ندامت ہوتی ہے۔

غصے میں انسان کی عقل باری جاتی ہے۔ اور

انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا۔ بدلہ لینے کے

لئے دل کا خون جوش مارنے لگتا ہے۔ اس

لئے زبان سے بھی جا بجا کلمے جاتے ہیں اور

ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ اس لئے

غصے کا روکنا ضروری ہے کہ بہادر وہ شخص
 ہے۔ جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو
 میں رکھے اور زبان و ہاتھ کو ناجائز امر کی
 طرف حرکت نہ کرنے دے۔ لاکھوں آدمی
 غصے کی وجہ سے مقدمات کر کے جائیداد کو
 ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ ہزاروں آدمی قتل کر کے
 کالے پانی چلے گئے۔ اور اپنی عمر کو تباہ کر بیٹھے
 لاکھوں آدمی غصے کی وجہ سے تعلیم سے محروم
 رہ گئے۔ آنحضرتؐ سے کسی نے پوچھا کہ مجھے
 آپ کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے مجھے جنت
 ملے۔ آپؐ نے فرمایا کہ غصہ مرت کرنا۔ بس اسی

میں تیرے لئے جنت ہے۔

۳۔ اگر کسی شخص کی خوش اخلاقی کا اندازہ کرنا ہو تو
 اسے غصے کی حالت میں دیکھئے۔ غصہ انسان کے
 اخلاق کو واضح کر دیتا ہے۔ جو شخص اپنے غصے
 پر قابو پاسکتا ہے۔ وہ شخص دنیا میں سب

سمجھ کر سکتا ہے۔ آدابِ مجلس کا کمال یہ ہے کہ غصے پر کابل اقتدار حاصل کیا جائے۔ سخت سے سخت اشتعال پیدا ہونے پر بھی زبان کو گندے الفاظ سے آشنا نہ کیا جائے۔ غصے کی بدترین لعنت یہ ہے کہ اس سے انسان گالیوں پر اتر آتا ہے۔

۴۔ غصے کا علاج یہ ہے کہ انسان دوڑتا ہو تو کھڑا ہو جائے۔ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ ٹھنڈا پانی پیئے اور اس سے وضو کرے۔ اگر اس سے بھی غصہ کم نہ ہو تو اس شخص سے علیحدہ ہو جائے یا اسے علیحدہ کر دے۔ آغوش اور لاجول پڑھنا شروع کر دے۔ اگر ان باتوں پر عمل کر نیکو بھی دل نہ مانے۔ تو خدا کا حکم سمجھ کر ہی ضبط کر لے۔

۵۔ غصے کی اصلاح کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو یاد کرے۔ اور سوچے

کہ جس قدر یہ شخص میرا قصور وار ہے۔ اس سے زیادہ میں خود خدا کا قصور وار ہوں۔ جیسے میں چاہتا ہوں۔ کہ خدا میرا قصور معاف کر دے۔ ویسے ہی مجھے بھی چاہئے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں پس اس سے بھی غصہ جاتا رہیگا اور عقل ٹھکانے آجائے گی۔

۶۔ پس آپ غصے کی اصلاح کے لئے بچوں مانتھوں اور لڑکروں کے ساتھ ہر بانی کے ساتھ پیش آؤ۔ ان کے قصور سے چشم پوشی کرو۔ ان کے گناہ بخش دو۔ انتہائی غصے کی حالت میں بھی بخش الفاظ استعمال نہ کرو۔ چند روز کے بعد آپ کی یہ عادت مستقل ہو جائے گی۔ اور ہمیشہ کے لئے آپ کا یہ معمول ہو جائیگا۔

سوالات

۱۔ غصے کی موٹی موٹی علامات اور اس کا انجام کیا ہوتا

ہے؟

۲۔ غصے کا علاج اور طریق اصلاح کونسا ہے؟

۳۔ کسی شخص کی خوش اخلاقی کا اندازہ کیسے لگایا جاسکتا

ہے؟

۴۔ غصے کا شروع جنون اور آخر ندامت ہے۔ اس کا

تم کیا مطلب سمجھے ہو؟

۵۔ انسان جنت کیوں حاصل کر سکتا ہے؟

سبق نمبر ۹

کینہ و بدظنی

بغض - عداوت - دشمنی *
 قدرت - طاقت - مقدور *
 حرام - ممنوع - ناجائز *
 تکلف - جان بوجھ کر *
 اسرارِ قلوب - دل کے راز *
 کینہ - عداوت - دشمنی *
 ۱۔ جب انسان کو کسی پر غصہ آتا ہے۔ اور اس سے بدلہ لینے کی قدرت نہیں ہوتی۔ تو وہ رنجِ دل میں قائم رہتا ہے۔ اور انتقام کی خواہش جاری رہتی ہے۔ اور اس کی طرف سے دل میں ایک قسم کی نفرت اور گرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے کینہ - بغض - عداوت - اور دشمنی کہتے ہیں۔ جو بہت بری عادت ہے *
 انتقام - بدلہ *
 بدکردار - برے کام کرنے والا *
 بدظنی - بدگمانی *
 حوض کوثر - عالمِ آخرت میں ایک حوض جسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید و شہد سے زیادہ میٹھا ہے *

۲۔ اس لئے جب کسی سے کوئی رنج پہنچے تو فوراً اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے دل میں بغض رکھنا اچھا نہیں۔ اس سے دو طرف نقصان ہوتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔ کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک جدائی رکھے۔ اور جو ان میں صلح کی ابتدا کرے۔ وہ جنت میں پہلے جائیگا۔ اور جو شخص تین دن کے بعد بھی بغض نہ کھوئے۔ اور مرجائے۔ وہ دوزخ میں جائیگا۔

۳۔ چونکہ کینہ کی ابتدا عموماً غصے سے ہوتی ہے۔ اس لئے جب غصے کی اصلاح ہو جائے تو کینہ بھی دل سے نکل جاتا ہے۔ سو اس کے لئے اس کے قصور کو معاف کر دو۔ اور اس سے میل جول شروع کر دو گو بہ تکلف ہی سہی۔ مگر اس سے بھی چند

دن میں طبیعت صاف ہو کر کینہ دل سے نکل
جائیگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کسی
کے عذر کو قبول نہ کریگا اور اسکا گناہ نہ بخشے گا۔
حوض کوثر سے بالکل محروم رہیگا۔

۴۔ اگر کسی شخص نے کوئی نقصان نہ پہنچایا ہو۔ مگر
تم خود بخود قیاس کر لو۔ کہ یہ بد کردار ہے۔ تو
اس قسم کا شبہ بدظنی اور بدگمانی کہلاتا ہے۔
جو گناہ ہے۔ اور خدا نے اس سے منع فرمایا
ہے۔ غیب کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہمیں باطن
کی کیا خبر۔ اگر ہمارا ظن غلط ہو۔ تو گویا ہم نے
ایک بھلے آدمی کو برا سمجھا۔ اور یہ ظلم ہے۔
۵۔ جس طرح زبان سے عیب کرنا حرام ہے۔ اسی طرح
دل میں بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔ اسرارِ قلوب
کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا جب
سر وقت انسان کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے
تو کسی کے متعلق دل میں بدظنی کرنے سے کیا مطلب
جب کسی کے متعلق دل میں بدظنی پیدا ہو جاتی

ہے۔ تو اس کی قدر جانی رہتی ہے۔
 ۶۔ بدظنی کی اصلاح کا بہترین طریق یہ ہے کہ جس کے
 متعلق دل میں بدظنی پیدا ہوئی ہو۔ اس کی پہلے
 سے بھی زیادہ خاطر تو واضح کرو۔ اس کے لئے دعا
 کرو۔ فراخ جو صلگی اور خندہ پیشانی سے اس کے
 ساتھ ملو۔ اس سے دونوں کی اصلاح ہو جائیگی علاوہ
 اسکے چا پلوسی کرنا اور کسی کے عیب کی توہ میں لگے
 رہنا بھی بدظنی اور غیبت کی طرح ناجائز ہے۔ لہذا
 اس سے بھی پرہیز لازم ہے۔

سوالات

- ۱۔ کینہ اور بغض سے کیا مراد ہے؟
- ۲۔ بدظنی و بدگمانی سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟
- ۳۔ غصے کی اصلاح کرنے سے کینہ کیسے دور ہو جاتا ہے؟
- ۴۔ کینہ اور بدظنی سے کیا کیا نقصان عمل میں آتے ہیں؟
- ۵۔ بدظنی کی اصلاح کا بہترین طریق کیا ہے؟

سبق نمبر ۱

تعصب و ہٹ دھرمی

تعصب - بے جا حمایت کرنا	زائد - پرہیزگار
عابد - عبادت کرنے والا	مناقرت - نفرت پھیلانا
مقتداء - جسکی پیروی کی جائے	قصر لپٹی - ذلت کا گرٹھا
استعداد - نیاقت - قابلیت	ذلت
معبودان لوحید - خدا تعالیٰ	معبودان باطل جھوٹے معبود
حمایت - مدد	بت وغیرہ

۱۔ اپنی قوم کی بے جا حمایت کرنا تعصب کہلاتا ہے

تعصب ہٹ دھرمی اور قومی منافرت ایسی

چیزیں ہیں جن سے عابد اور زائد دونوں ہلاک

ہو جاتے ہیں۔ کسی گروہ اور فرقے کے ذاتی بعض

رکھ کر اسے حق سمجھنا۔ اس کے پیل بول کر کھنا۔

اور دوسروں کی طرح ان سے دور رہنا اور دوسروں

کی عادت ہے۔ جس سے نہ ان کو کوئی فائدہ

پہنچا سکتا ہے اور نہ حاصل کر سکتا ہے۔ وہ

اس کے لئے اور یہ ان کے لئے مر گیا۔ گویا یہ

عادت لاکھوں کو قتل کر دینے کے برابر ہے پ

۲۔ حقیقت خواہ کہیں ہو۔ اسے قبول کرو۔ ورنہ

دوسروں کو سمجھا کر ہدایت پر لاؤ۔ حق اور

ہدایت کسی کے باپ کی جاگیر نہیں۔ خدائے

ہر فرقہ اور ہر گروہ میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور

رکھی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو تو میں تباہ ہو جائیں

خدائے مسلمانوں کو کس قدر روادار اور بے

تعصب بنایا ہے۔ کہ تمام دنیا کے مقتدار

بزرگوں کی قدر کرتا ان کے لئے لازم ٹھہرایا ہے

اور سب کی آسمانی کتب پر مہر تصدیق لگانا فرض

قرار دیا ہے۔ اپنے تو کیا غیروں سے بھی رواداری

کا حکم دیا ہے۔ معبودان توحید تو ایک طرف

معبودان باطل کو بھی برا کہنے سے منع فرمایا ہے۔

۳۔ تعصب ایسی بُری خصلت ہے کہ انسان کی

تمام خوبیوں اور نیکیوں کو فارت کر دیتی ہے

عدل و انصاف کا جذبہ اس سے فوت ہو جاتا ہے۔ اگر وہ فاطمی پر ہو تو غلطی سے نکلنا اس کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعصب اسے خلاف بات پر غور کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ بعض برائیوں میں بوجہ تعصب اسے دیدہ و دانستہ گرفتار ہونا پڑتا ہے۔ متعصب آدمی بوجہ تعصب تمام لوگوں سے منحرف اور بیزار رہتا ہے۔ اور اپنی حواجج کے پورا کرنے میں تکلیف اٹھاتا ہے۔ اور اسی لئے بہت سی نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔

۴۔ جو باتیں نئے علوم اور نئی تحقیقات سے معلوم ہوں ان سے ناواقف اور جاہل رہتا ہے جس سے اس کی عقل بیکار ہو جاتی ہے جو کچھ اس کے دماغ میں سمائی ہوئی ہو اس کے سوا کسی اور بات کے سمجھنے کی استعداد اس میں نہیں رہتی۔ اور وہ ایک جاہل کی طرح ہو جاتا ہے۔

کہ جو کچھ اسے آتا ہے۔ اس کے سوا کسی
دوسری چیز کے سیکھنے کے قابل نہیں رہتا۔
دنیا میں بہت سی قومیں تعصب کی وجہ سے
ہی علم و فضل۔ تہذیب و شائستگی اور مال و
دولت میں قدر پستی میں گر گئیں۔ اور بہت
سی قومیں ہر موقع اور ہر جگہ سے بے
تعصبی اچھی اچھی باتیں سیکھ کر ترقی کے
عرش اعلیٰ تک پہنچ گئیں۔ متعصب آدمی
اپنے مذہب کو رسوا اور بے تعصب اسے
دلائل و براہین سے ثابت کرتا ہے۔ غرضیکہ
تعصب خواہ دینی امور میں ہو۔ خواہ دنیوی
امور میں۔ ہر جگہ خرابی کا موجب ہوتا ہے۔
۵۔ پس متعصب آدمی گوشہ نشینی۔ غرور۔ دغا بازی
مکاری اور نفاق میں ترقی کرتا ہے۔ علم سے
بے بہرہ۔ ہنر سے بے نصیب اور لوگوں سے
بیگانہ ہو کر ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ اس کی
مثال اس جانور کی طرح ہے جو بجز گھاس

چرنے کے نہیں جانتا کہ باغ کیوں بنا ہے۔
 پھول کیوں کھلا ہے۔ نرگس کیا دیکھتی ہے
 اور انگور کی تاک کیا تاکتی ہے۔ پس تمام
 بنی نوع انسان سے بحیثیت انسان سچا معاملہ
 سچی دوستی اور سچی خیر خواہی کرنا ہمارا فرض ہے۔

سوالات

- ۱۔ تعصب سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟
- ۲۔ تعصب کے نقصانات کیا ہیں؟
- ۳۔ مسلمانوں کو تعصب کرنے سے کیوں کر منع کیا گیا ہے؟
- ۴۔ تعصب کی خصلت لاکھوں کو قتل کر دینے کے برابر
کیسے ہو سکتی ہے؟
- ۵۔ تعصب کا شافی علاج کیا ہے؟

سبق نمبر ۱۱

خوشامد و خود پسندی

خوشامد۔ کسی کے منہ پر جھوٹی

حقارت۔ نفرت پ

تعریف کرنا۔

چھچھوراپن۔ ہلکاپن، کمینہ پن۔

پست ہمتی۔ کم حوصلگی پ

خط و خال۔ چہرہ کے علامات

مستوری۔ تصویر کھینچنا۔

نشانات پ

شعرا۔ جمع شاعر کی۔

مہلک امراض۔ ہلاک کن بیماریاں

منسوب کرنا۔ نام رکھنا۔ پکارنا۔

فٹ آنا۔ درست آنا۔

۱۔ انسان کو کسی ایسے وصف کا شوق ہونا جو

در اصل اس میں نہ ہو۔ یا ایسے بننا جیسے کہ

نہ ہو۔ خوشامد کہلاتا ہے۔ جب انسان اس کی

خواہش کرتا ہے تو اپنے آپ کو خوشامدیوں

کے حوالے کر دیتا ہے۔ جو اوروں کے اوصاف

اور دوسروں کی خوبیاں اس سے منسوب کرتے

ہیں۔ اگرچہ ان کی باتیں اس وقت اچھی

ضرور معلوم ہوتی ہیں۔ مگر وہ ایسے ہی ہوتی ہیں جیسے دوسرے کا لباس پہننا۔ جو بدن پر کسی طرح بھی فٹ نہیں آسکتا۔

۲۔ دل کی جس قدر بیماریاں ہیں۔ ان میں سب سے مہلک خوشامد پسندی ہے۔ جب انسان کے جسم میں وہ باتی ہوا کے اثر کو قبول کرنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے تو انسان مہلک امراض میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب آدمی کے مزاج میں خوشامد پسندی آجاتی ہے۔ تو اس میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو زہریلی باتوں کے زہر کو جس لینے کی خواہش رکھتا ہے۔ ۳۔ جس طرح باجے اور سریلی آواز سے آدمی کا دل نرم ہو جاتا ہے اسی طرح خوشامد بھی انسان کے دل کو ایسا نرم کر دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چھٹنے کی جگہ اس میں ہو جاتی ہے پہلے انسان اپنی خود خوشامد کرتا ہے۔ اپنی باتوں اور اپنے کاموں کو اچھا سمجھنے لگتا ہے پھر اوروں کی خوشامد

اس پر اثر کرنے لگتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ کہ پہلے ہمیں خود اپنی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہی محبت ہم سے باغی ہو کر ہمارے بیرونی دشمنوں سے جا ملتی ہے اور جو محبت و مہربانی ہم اپنے ساتھ کرتے تھے وہی خوشامدیوں کے ساتھ کرنے لگتی ہیں اور وہی ہماری محبت ہمیں یہ بتلاتی ہے۔ کہ ان پر مہربانی کرنا عین انصاف ہے۔

۴۔ جب انسان کا دل اس طرح نرم ہو جاتا ہے کہ ہر قسم کے پھسلاوے میں آسکتا ہے تو خوشامدیوں کے مکر و فریب سے عقل اندھی ہو جاتی ہے اور وہ مکر و فریب ہماری بیمار طبیعت پر غالب آجاتا ہے۔ جب خوشامدی کے اصلی اسباب لوگوں کو معلوم ہو جاتے ہیں تو جیسے وہ اسباب کمینہ ہوتے ہیں ویسے ہی اس کی خواہش کرنے والے کو بھی کمینہ سمجھتے ہیں۔

۵۔ خوشامدی کی سب سے بڑی عادت شعراء کو

ہوتی ہے۔ مگر اصل شاعری دراصل ایک قسم کی مصوری ہے۔ کہ اصل صورت۔ رنگ اور خط و خال کو بھی قائم رکھے۔ اور پھر بھی تصویر ایسی بنائے جو ہر طرح سے خوشنما اور بھلی معلوم ہو۔

۶۔ خوشامد خودی اور خود پسندی کی بدخصلت کو جگاتی ہے۔ اور چھپورا پن پیدا کرتی ہے۔ مگر جس طرح خوشامد ایک بڑی چیز ہے اسی طرح سچی تعریف کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس طرح دونوں کو خوشی ہوتی ہے۔ ایک اپنی لیاقت سے خوش ہوتا ہے اور دوسرا اس لیاقت کو تمیز کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ اصلیت اور حقیقت کی تعریف عمدہ خوشبو کی طرح اثر کرتی ہے مگر جب کسی کمزور دماغ میں زبردستی وہ خوشبو ٹھونس دی جائے تو دماغ کو تیزو کی طرح پریشان کر دیتی ہے۔ عالی ہمت آدمی کو مناسب تعریف اور عزت سے ایسا ہی تقویت پہنچتی ہے جیسی کہ غفلت اور حقارت

سے پست ہمتی ہوتی ہے۔ فیاض آدمی کو بدنامی اور ٹیک نامی کا زیادہ خیال ہوتا ہے۔

سوالات

۱۔ خوشامد کیا ہوتی ہے۔ اور اس کی عادت کیسے پیدا ہو جاتی ہے؟

۲۔ خوشامد پسندی زیادہ ہلک مرض کیوں کہلاتی ہے؟

۳۔ خوشامد پسندی کی عادت سے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

۴۔ خوشامد پسندی کی عادت کیسے اصلاح پر آسکتی ہے؟

۵۔ سچی تعریف اور خوشامد میں کیا فرق ہے؟

سبق نمبر ۱۲

بدر بانی و فحش کلامی

فحش کلامی - گالی گلوچ لگانا : افسانہ راز - راز کا ظاہر کر دینا :
 توضیح اوقات - وقت کا ضائع کرنا - یا وہ گوئی - بیہودہ گوئی :
 خود ستائی - اپنی تعریف آپ کرنا : امور یا طلمہ - جوٹی باتیں :
 تقویٰ - پرہیزگاری - خدا سے ڈرنا - عارف - خدا کو پہچاننے والا -
 سکوت - خاموشی : پروردہ داری - پروردہ ظاہر کرنا :

۱۔ گالیاں اخلاق کی آری ہیں۔ ان سے بیچینی پیدا ہوتی ہے۔ عیب کا احساس جاتا رہتا ہے۔ یہ ایسی تا مراد بیماری ہے کہ آن کی آن میں فساد کھڑا کر دیتی ہے۔ تلوار کا زخم مٹ جاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں مٹنے پاتا۔ لہذا خود گالی دینے سے پرہیز کرو۔ بچوں کو گالیاں دینے سے روکو ان کا علم سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے اور ہر نسل در نسل میں یہ بیماری آئندہ نسل کو لے جاتی ہے۔ آنحضرت

نے فرمایا ہے کہ بچوں کو گالی نہ دو۔ ورنہ وہ ویسے ہی ہو جائیں گے۔ جیسے تم کہتے ہو جسمانی کمزوری بھی بعض اوقات گالیوں کی عادت پیدا کرویتی ہے ۴

۲۔ کلام کی چار قسمیں ہیں۔ اول جس میں نقصان ہی نقصان ہو۔ دوسرے جس میں نفع ہی نفع ہو۔ تیسرے جس میں نفع و نقصان دو نہ ہوں۔ چوتھے جس میں نہ نفع ہو نہ نقصان ہو۔ قسم اول میں سکوت ضروری ہے۔ قسم چہارم محض تضرع اوقات ہے۔ قسم سوم میں اگر ضرر نفع سے زیادہ ہو تو اس میں بھی سکوت ضروری ہے۔ اور بولنے کے لائق اگر ہے تو محض دوسرے قسم ہے۔ جو کلام کا ایک چوتھائی حصہ ہے گا وہ چوتھائی حصہ بھی خطرے سے خالی نہیں کیونکہ اس میں بھی خود پرستی۔ یا وہ گوئی۔ تکلف ریا۔ غیبت اور چغلی وغیرہ کا خطرہ لاحق ہے جن سے احتیاط ضروری ہے ۵

۳۔ جو شخص کثرت سے بیادھڑک بولتا ہے وہ
 خطا۔ جھوٹ۔ غیبت۔ تکبر۔ ریا۔ تفاق۔ فحش
 تکرار۔ خود ستانی۔ یا وہ گوئی۔ مبالغہ۔ بات بدلنا
 ایذا۔ پر وہ درمی۔ اپنے لئے کلمے بولنا۔ اپنے
 عیب کا اظہار کرنا۔ لعنت بھیجنا۔ بے فائدہ کلام
 کرنا۔ مسخراہن۔ افشاء راز اور امور باطلہ
 کا ذکر وغیرہ اکیس قسم کے گناہوں کا مرتکب
 ہوتا ہے :

۴۔ یہ خلاف اس کے جو چُپ ہے۔ اس کی طاقت
 ہمت جمع رہتی ہے۔ رعب قائم رہتا ہے۔
 ذکر و فکر کے لئے فراغت ملتی ہے۔ بولنے کی
 آفات سے نجات اور آخرت کے حساب سے
 بریت ہوتی ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے زیادہ غلطی
 کرتا ہے جو زیادہ غلطی کرے۔ اس سے حیا
 کم ہو جاتی ہے۔ جو حیا کم کرتا ہے اس کا تقویٰ
 کم ہو جاتا ہے۔ اور جس کا تقویٰ کم ہو جائے
 اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ جس کا دل مردہ ہو جائے

وہ دین و دنیا سے خسارہ اٹھاتا ہے ۛ

۵۔ مومن کی زبان اس کے دل کے تابع ہوتی ہے
 جب کلام کرتا ہے تو اول دل میں سوچ لیتا ہے
 پھر زبان سے نکالتا ہے۔ اور متافق کی زبان
 دل کے آگے ہوتی ہے۔ جو جی میں آتا ہے ہک
 دیتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جس کی گفتگو
 زیادہ ہوگی۔ اس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے۔
 داتا وہ ہے جو زبان کا عارف اور حافظ رہے
 سکوت سے آدمی کا دین سلامت رہتا ہے اور
 دوسرے کی بات کو خوب سمجھتا ہے ۛ

تتمتہ
 شرقیہ شریفہ
 ضلع شیخوپورہ (پاکستان)
 سیال صاحب قلم

سوالات

- ۱۔ فحش کلامی سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟ اور اس کے نقصانات کیا ہیں؟
- ۲۔ بچوں کو فحش کلامی کی عادت کیسے ہو جاتی ہے اور اس کا اندر کیا ہے؟
- ۳۔ کلام کی کونسی چار قسمیں ہیں؟ اور بہترین کلام کونسا ہے؟
- ۴۔ زیادہ بولنے کے نقصانات اور کم بولنے کے فوائد بتاؤ؟
- ۵۔ دانا اور عقلمند انسان کونسا ہوتا ہے؟

سبق نمبر ۱۳

تکبر و غرور

عجب۔ تکبر کرنا۔

سرسبز۔ نکلنے کی جگہ۔

سیرت۔ خصلت۔ عادت۔

نام و منور۔ دکھلاوا۔

ذاتی جوہر۔ ذاتی خوبی۔

تکبر۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔

اعتقاد۔ دل میں جانی ہوئی بات۔

مشافقت۔ بزرگی بھل مناسبت۔

شکر۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو ملانا۔

تواضع کرنا۔ خاطر تواضع کرنا۔

۱۔ تکبر کے معنی بڑا بننا۔ بڑائی مارنا اور بڑا بننے کا دعویٰ

کرنا ہے۔ اور باقی لوگوں کو ذلیل سمجھنا ہے جس کی

و صورتیں ہیں۔ اول دل میں کسی ایسے کمال کا

اعتقاد رکھنا جو درحقیقت اس میں نہ ہو۔ دوسرے

قیوں کے مقابلے پر کسی ایسے کمال کا دعویٰ

رنا جس کا اعتقاد خواہ دل میں ہو یا نہ ہو۔ ان

سے پہلی صورت عجب اور دوسری تکبر کہلاتی

ہے۔ اور دونوں صورتیں گناہ میں داخل ہیں۔ حدیث

شریف میں آیا ہے کہ جس شخص کے دل میں
رائی کے دلانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ وہ
جنت میں نہ جائیگا۔

۲۔ تکبر اور غرور کا پہلا سرچشمہ دولت ہے جس کے
نشے میں انسان مغرور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دولت مند
انسان خود کسی کا محتاج نہیں ہوتا مگر باقی لوگ
اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ دولت
ایک ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ جو ہمیشہ نہیں
رہتی۔ غرور کا دوسرا سرچشمہ حکومت ہے۔ یہ
دولت سے بھی بڑھ کر تکبر کی تحریک کرتا ہے
مگر زمانہ یکساں نہیں رہتا۔ اور یہ نعمت بھی کبھی
ایک جگہ قیام نہیں پکڑتی۔ تیسری خاندانی یا قومی
امتیاز ہے۔ سید اور برہمن یہی خیال کئے جیسے
ہیں کہ ساری دنیا ہماری ہی خدمت کے لئے
مامور ہے مگر اصلی فضیلت قوم پر نہیں بلکہ
ذاتی جوہر پر موقوف ہے۔ چوتھے حسن و جمال
ہے۔ اس سے بھی انسان مغرور ہو جاتا ہے۔

مگر شرافت کا جوہر سیرت ہے نہ کہ صورت
 پانچویں کمال فن ہے۔ کیونکہ کسی کام میں ماہر
 ہو جانے سے بھی انسان کے دل میں غرور
 جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ پانچوں چیزیں
 بذات خود توحید ہیں۔ مگر ان سے غرور کا رنگ
 پیدا ہو جانا خطرناک ہے۔

۳۔ متکبر آدمی ہمیشہ اپنے آپ کو دوسروں سے
 بڑھا ٹھہرا سمجھتا ہے اور اپنے انجام سے پہنچ
 ہوتا ہے۔ جب اپنے سے کسی کو بڑا دیکھتا
 ہے۔ تو جل جاتا ہے۔ جب کوئی اس کے
 تکبر کی برداشت نہ کرے۔ تو اس کی جان کا
 دشمن ہو جاتا ہے۔ اس لئے سب لوگ اس
 سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور نظام
 طور پر اگرچہ اُو بھگت بھی کریں۔ مگر اندر
 دشمن ہو جاتے ہیں۔ مغرور آدمی پر کسی کی نصیحت
 کا اثر نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ نصیحت کرنے والے کو
 ہمیشہ تکلیف دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

- مغرور آدمی چونکہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔
 اس لئے اسے اپنی برائیاں نظر نہیں آتیں اس
 لئے اس کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت
 پر غور کرے۔ اور سوچے کہ اس کی اصل ایک
 قطرہ ناپاک ہے۔ اس کی ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے ہیں۔ وہ جب چاہے لے لے پھر
 غرور کس بات پر۔ اللہ کی بڑائی کو یاد کرے۔ تو
 اپنی بڑائی نظر نہ آئیگی۔ اور جس شخص سے اپنے
 آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ اس کے ساتھ تو واضح اور
 تعظیم سے پیش آئے۔ یہاں تک کہ اس کا نوکر اور
 عادی ہو جائے۔

- دوسرے شخص کی بڑائی اور ذلت کو سن کر بھی
 خوش ہونا بڑا گناہ ہے۔ اور ناجائز طریقوں سے
 نام پیدا کرنا مثلاً بیاہ شادیوں وغیرہ رسوم میں فضول
 خرچی کر کے قرضدار ہو جانا اور خواہ مخواہ لوگوں کو
 دشمن اور حاسد بنا لینا بھی اس کا بڑا بھاری نقصان ہے
 جس کا علاج یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کی نظریں ناموسی

پیدا کرتی ہے۔ نہ وہ رہیں گے اور نہ یہ رہیں گے
 پھر ایسی بے بنیاد چیز پر خوش ہونا نادانی ہے
 ۶۔ دکھلاوے کی نیت سے کوئی نیک کام کرنا بھی
 بُرا ہے۔ ایسے نیک کام جو محض دکھلاوے
 کے لئے کئے جائیں۔ ان کے ثواب کی بجائے
 قیامت کے دن الٹا عذاب ہوگا۔ آنحضرتؐ نے
 فرمایا ہے کہ تھوڑا سا دکھلاوہ بھی ایک طرح کا
 شرک ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ
 جو شخص نام و نمود کے لئے لباس پہنے گا۔ خدا
 تعالیٰ اسے قیامت میں دولت کا لباس پہنا کر
 اس میں دوزخ کی آگ لگا دے گا۔

سوالات

- ۱۔ عجب اور تکبر میں تم کیونکر تمیز کرو گے؟
- ۲۔ عجب اور تکبر کی عادتیں کیوں کر پیدا ہو جاتی ہیں؟
- ۳۔ عجب و تکبر سے کیا کیا نتائج بد پیدا ہوتے ہیں؟
- ۴۔ عجب اور تکبر کا بہترین علاج کیا ہے؟
- ۵۔ دکھلاوے کی نیت سے کوئی نیک کام کرنا کیسا ہے؟

سبق نمبر ۱۴

حسد و عزن

حسد کسی کی نعمت کو دیکھ کر جلنا +
 منہموم - رنجیدہ - غم زدہ +
 رشک - کسی کی نعمت کو دیکھ کر
 دعا کرنا کہ خدا مجھے بھی ایسی نعمت دے

عزن - غم و اندوہ +
 رسوائی - بے عزتی +
 تکلف - بناوٹ

جان بوجھ کر +

شر - پھل +

مضمحل - پوشیدہ +

راز - بھید +

تاریک - اندھیرا +

۱۔ دوسرے کی دولت و اقبال کو دیکھ کر جل مر

حسد کہلاتا ہے۔ اس بند سخت مرض سے بلاوجہ

انسان منہموم رہتا ہے۔ نہ کوئی مہم اور نہ کوئی مقدمہ

ہے۔ مگر غم و غصہ جان کو کھائے جاتا ہے جا

دنیا میں بھی جلتا ہے۔ اور آخرت میں بھی جلیگا

یہ ایک ایسی آگ ہے۔ جو عاقبت تک بجھنے والا

نہیں۔ حاسد اپنے ارادوں میں بھی ناکام رہ کر

بہر وقت غصہ میں گرفتار رہتا ہے اور غصہ اسکی عقل کے شیشے کو پتھر کی طرح توڑ دالتا ہے۔ اس مرض کا مریض بیل اور دق کی طرح غم و غصہ سے قبل از وقت ہی نامرادی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

۲۔ اس سے بچنے کے لئے بہمت اور جوانمردی کی ضرورت ہے۔ خود اچھے بنو۔ اور حسد سے اپنی جان نہ جلاؤ۔ دولت اولد علم حسد سے نہیں بلکہ محنت اور کوشش سے حاصل ہوتے ہیں حاسد تو گویا خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے کہ فلاں شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا۔ اسے یہ نعمت کیوں دی؟ اور خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

۳۔ حسد سے انسان کی ساری زندگی تلخ ہو جاتی ہے دنیا اور دین دونوں میں رسوائی ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے بچنے کی کوشش کرنا ضروری ہے جس کا طریق یہ ہے۔ کہ انسان اس بات پر غور

کرے۔ کہ میرے حسد کرنے سے مجھ کو ہی نقص
 ہے۔ کہ میری نیکیاں برباد اور گناہ لازم آتا
 آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیوں کو ا
 طح کھا جاتا ہے۔ جیسے آگ لکڑی کو جلا دیتی۔
 علاوہ اس کے ہر دم رنج و غم سے جلتے رہنا بجا
 خود ایک مصیبت ہے۔ جس سے دوسرے
 تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ مگر حسد کی نیکیاں ا
 پاس سے جاتی رہیں گی۔

۴۔ دوسرا علاج اس کا یہ ہے۔ کہ اپنی زبان کو تکلہ
 سے مجبور کر کے چند لوگوں کے سامنے اسکی تعرا
 کرو۔ اس کی نعمت کے لئے خدا کا شکر کرو۔ ا
 ساتھ احسان۔ سلوک اور تواضع سے پیش آؤ
 ایسے برتاؤ سے اگرچہ اول اول تو نفس کو تکلیف
 ہوگی۔ مگر رفتہ رفتہ تمہارے اس برتاؤ سے اس
 دل میں بھی تمہاری محبت پیدا ہو جائیگی۔ پھر
 تم سے اس طرح پیش آئیگا۔ جس سے تمہارے دل
 بھی اس کی حقیقی محبت پیدا ہو۔ اور چند روز کی کوشش

سے اس طرح حسد جاتا رہیگا۔
 حسد اور رشک میں فرق یہ ہے۔ کہ دوسرے کی اچھی
 حالت کو دیکھ کر ناخوش ہونا اور اسکے زائل ہونے کی آرزو
 کرنا تو حسد کہلاتا ہے۔ مگر دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر
 خوش ہونا اور دل میں یہ خیال کرنا کہ کاش یہ نعمت ہمیں
 بھی نصیب ہو۔ رشک کہلاتا ہے۔ حسد گناہ اور رشک
 نیکی ہے۔ حسد ناکامی اور رشک کامیابی کا ذریعہ ہے
 حسد کا نتیجہ ناامیدی اور رشک کا ثمر امید ہے۔ حسد
 انسانی زندگی کا تاریک اور رشک اس کا روشن پہلو
 ہے۔ حسد میں انسان کی موت اور رشک میں اس کی
 زندگی کا راز مضمر ہے۔

سوالات

- ۱- حسد اور رشک سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟
- ۲- حسد کرنا کیوں مذموم اور رشک کرنا کیوں محمود ہے؟
- ۳- حسد کا انجام کیا ہوتا ہے؟
- ۴- حسد کا شافی علاج کیسے ہو سکتا ہے؟
- ۵- حسد کا علاج کیوں مشکل اور دیر پا ہوتا ہے؟

سبق نمبر ۱۵

حرص و طمع

قناعت - صبر - تھوڑی چیز پر
کفایت کرنا +
منقہ - پرہیزگار - خدا سے
دُرنے والا +
طامع - لالچی - طمع کرنا والا +
حذال - جائز - جس چیز کے استعمال
کی اجازت ہو +
۱۔ حرص کے معنی آرزو کے ہیں جو عام ہے اور
طمع کے معنی مال و دولت جمع کرنے کی خواہش کے
ہیں۔ جو خاص ہے۔ یا یوں کہو کہ مال و دولت
کے جمع کرنے کی حرص طمع کہلاتی ہے۔ جو قناعت
کی ضد ہے۔ طامع سے انسان کی طبیعت ہر وقت پریشانی
اور ناخوش رہتی ہے۔ یہ انسان سے کئی قسم کی

صالح - پرہیزگار - نیک
طمع - لالچ +
عداوت - دشمنی +
کفر - خدا کے حکم کا انکار
کرنا +
خرام - ممنوع - ناجائز +
تسکم سیرمی - سیر ہو کر پیٹ بھرنا

بد ذاتیاں کراتی۔ بادشاہوں سے لڑاتی۔ اور ان میں عداوتیں ڈلواتی ہے۔

۲۔ مال کی محبت ایک ایسی بری چیز ہے۔ کہ جب دل میں آتی ہے۔ تو حق تعالیٰ کی یاد اور اسکی محبت دل میں نہیں سمائی۔ کیونکہ عربوں آدمی کو ہر وقت یہی ادھیڑ بن رہتی ہے۔ کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیسے جمع ہو۔ بڑے بڑے عالیشان محل ہوں باغات ہوں۔ جائیداد ہوں زیور ہوں۔ برتن ہوں۔ اور انواع و اقسام کے سامان ہوں۔ جب انہی خیالات سے رات دن فرصت نہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کا وقت کہاں؟

۳۔ جب دنیا کے پیچھے انسان ہاتھ دھو کر پڑ جاتا ہے تو حرام و حلال کچھ نہیں سوچتا۔ اپنا پر ایا بھول جاتا ہے۔ جھوٹ اور فریب کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔ اور دنیا کی محبت جب دل میں جم جاتی ہے تو موت سے دل ڈرنے لگتا ہے۔ اور خدا کے سامنے جانا پڑا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا کے

چھڑانے کا سارا الزام خدا پر تھو پتا ہے اور خدا سے انس کو دشمنی ہو جاتی ہے۔ اور خاتمہ کفر پر پہنچتا ہے۔

۴۔ پس انسان کو چاہئے کہ دنیا کی محبت اپنے دل سے نکلے۔ اور اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو زیادہ نہ بڑھائے۔ ضرورت سے زیادہ سامان جمع نہ کرے۔ کاروبار کو حد سے زیادہ نہ بڑھائے اور سب سامان مختصر رکھے۔ خرچ گھٹائے۔ تاکہ زیادہ آمدنی کی فکر نہ ہو۔ غریبوں سے زیادہ اور امیروں سے کم ملے۔ جس چیز سے زیادہ لگاؤ ہو۔ اسے بیچ ڈالے یا خیرات کر دے۔ کثرت سے موت کو یاد کرے۔ اور سوچے۔ کہ آخر یہ سب کچھ چھوڑنا ہے۔ پھر اس میں دل لگانے سے کیا فائدہ؟ اور جس قدر دل زیادہ لگیگا۔ اسی قدر چھوڑنے میں حسرت ہوگی۔ پس ان تدبیروں سے انشاء اللہ دنیا کی محبت کم ہو جائیگی۔ جب دنیا کی محبت جاتی رہی۔ تو باقی ساری آرزوئیں ساتھ ہی رفع ہو جائیں گی۔

۵۔ زیادہ کھانے کی حرص ہو۔ تو اس سے بھی بہت سے

گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ شکم پُری سے دل مُردہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دل ایک کھیتی ہے۔ جب اس پر زیادہ پانی پڑتا ہے۔ تو کھیتی تباہ ہو جاتی ہے۔ جو لوگ کم کھاتے ہیں۔ وہ دراصل درپردہ متقی ہوتے ہیں۔ انہیں عبادت الہی کے زیادہ مواقع نصیب ہوتے ہیں۔ وہ مردار دنیا کے پیچھے کتوں کی طرح نہیں پھرتے۔ بلکہ سکوت اطمینان اور شب بیداری میں اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

بھوک سے گناہوں کی خواہش دب جاتی ہے۔ شہوت شرمگاہ اور شہوت کلام کم ہو جاتی ہے۔ جھوٹ اور فحش وغیرہ آفات سے انسان بچ جاتا ہے۔ خرچ کم ہوتا ہے۔ بچے ہوئے کھانے سے صدقہ اور خیرات کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ بسیار خور آدمی تین جانوں میں بُرا ہے۔ اگر اہل عبادت ہے تو سستی کریگا۔ اگر پیشہ ور ہے۔ تو آفات اور بیماریوں سے خالی نہ رہیگا۔ اگر عہدہ دار ہے تو خوف الہی سے بیگانہ ہو کر انصاف نہ کریگا۔ جو کم کھا بیگا۔ کم سوئیگا۔ جو

زیادہ جاگے گا۔ زیادہ کمائی کریگا۔ بیمار کم ہوگا۔ لہذا اولاد
 بھی کمائیگا۔ حلال کھانے سے نماز میں لذت۔ دعا
 میں قبولیت اور اولاد صالح پیدا ہوگی۔ اور حرام کھانے
 سے اسکے برعکس ظہور میں آئیگا۔ لہذا بہر حالت میں
 قناعت سے زندگی گزارو اور زیادہ حرص کی عادت
 چھوڑ دو۔

سوالات

- ۱۔ حرص اور طمع میں کیا فرق ہوتا ہے؟
- ۲۔ مال کی محبت سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ کیوں کر
 دور ہو سکتی ہیں؟
- ۳۔ زیادہ کھانے سے کیا کیا نقصان ہوتے ہیں؟
- ۴۔ کم خوری سے کون کون سے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں؟
- ۵۔ قناعت سے زندگی گزارنا تمہارے خیال میں کیسا ہے؟

سنتی نمبر ۱۶

کاہلی و سُستی

بلان - رغبت - خواہش +
 توجہ - امید +
 توجہ - ظاہر +
 ہی - توت کی جمع - طاقتیں +
 شعور - عقلمند +
 انسان کا جسم خدا تعالیٰ نے کام کرنے کے لئے
 بنایا ہے۔ اگر اس کے تمام اعضاء کو پوری طرح
 حرکت نہ دی جائے۔ تو کچھ عرصے کے بعد کمزور
 ہو کر وہ بیکار ہو جائینگے۔ اور انسان نیم مردہ سا
 ہو کر اس دنیا سے کوچ کر جائیگا۔ غرضیکہ سُستی و
 کاہلی ایک ایسا کیڑا ہے۔ جو انسانی فصل کو جڑھ سے
 اکھاڑ دیتا ہے۔
 سُستی و کاہلی کے نقصانات ایسے صریح اور صاف

ہیں۔ کہ ان کی تشریح محتاج بیان نہیں۔ صاحب
عقل اور ذی شعور طبقہ خوب جانتا ہے۔ کہ
سستی اور کاہلی مالی نقصان اور بیچ اوقات کے
علاوہ انسان کی جان کو بھی گھن رگا دیتی ہے۔
ایک سانپ ہے۔ جس کے کانٹے کا منتر نہیں
اور ایک زہر ہے جس کا تریاق میسر نہیں ہے۔
۳۔ صرف ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنا اور اٹھنے بیٹھنے
میں سستی کرنا ہی کاہلی نہیں۔ بلکہ دلی قومی کو بیکار
چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔ ہاتھ پاؤں
کی محنت اوقات بسر کرنے اور روٹی کما کر کھانے
کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مگر جن لوگوں کو اول
یاتوں کی حاجت نہیں۔ وہ اپنے دلی قومی کو بیکار
چھوڑ کر حیوان صفت اور کاہل ہو جاتے ہیں۔
۴۔ دنیا میں پڑھے لکھے بہت ہیں۔ مگر اپنی تعلیم اور
عقل کو ضرورتاً استعمال کرنے والے کم ہیں جب
انسان اپنے دلی قومی کی تحریک سست کر دیتا ہے
اور انہیں کام میں نہیں لاتا۔ تو کاہل اور وحشی ہوتا ہے۔

انسانی صفت کھو بیٹھتا۔ اور حیوانی صفت اختیار کر لیتا ہے۔ پس انسان کے لئے اپنے اندرونی قوی کو زندہ رکھنے کے لئے ان کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

۵۔ جن لوگوں کو کھانے پینے کے لئے محنت کی چند ضرورت نہیں۔ وہ اگر اپنے دلی قوی کو بیکار کر دیں تو ان کا میلان وحشیانہ باتوں کی طرف بڑھتا جائیگا شراب نوشی۔ قمار بازی اور تماش بینی ان کا مشغل ہو جائیگا۔ لہذا انسان کو ہر وقت کسی نہ کسی فکر میں مصروف رہنا چاہیے۔ اور اپنی تمام ضروریات کو پوری کرنے کے لئے مستعد رہنا چاہیے۔ اور جب تک کوئی قوم کاہلی کونہ چھوڑے گی اور اپنے نفع نقصان کے لئے غور نہ کرے گی۔ اس وقت تک اس کی بہتری کی توقع نہیں ہو سکتی بلکہ ہر قسم کی کامیابی کا راز اور اصل انسان کی سرگرمی اور مستعدی میں ہی منہمک ہے۔

سوالات

- ۱۔ کاہلی اور سُستی سے کیا کیا نقصان ہوتا ہے؟
- ۲۔ دلی قواء کو بیکار کر دینے سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں؟
- ۳۔ انسان کے اندر دنی قواء کیسے زندہ رہ سکتے ہیں؟ اور ان کا زندہ رکھنا کیوں ضروری ہے؟
- ۴۔ انسان کی کامیابی کا راز کیا ہے؟
- ۵۔ سُستی اور کاہلی سے کونسی جسمانی خرابیاں عمل میں آتی ہیں؟

سبق نمبر ۱

بد مزاجی و ترش روئی

ندری - عقلمندی +
 چلانا - رنجیدہ ہونا +
 ترک - ابتدا - شروع +
 حین - کینہین +
 براڑا نا - کھل کھلا کر کہنا +
 انسان میں طرح طرح کی خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ بعض پسندیدہ اور بعض ناپسندیدہ۔ بد مزاجی کا مطلب ہے۔ کہ انسان اپنے آپ کو سب سے اچھا اور دوسروں کو اپنے مقابلے پر حقیر سمجھتا ہے۔ ایسا وہی جب کسی سے بات کرتا ہے۔ تو اکر کر بولتا ہے۔ تو تیز ہو کر۔ نرم اور نائم الفاظ کا استعمال گناہ سمجھتا ہے۔ علم اور انکساری کو خیر یاد کر دیتا ہے۔ اور بات بات میں تیزی دکھا کر دوسروں پر

ترش روئی - منہ بگاڑنا - سخت مزاجی +
 تیوری - چڑھانا - غصے میں آنا +
 مذموم - مذمت کیا گیا - برا +
 آلودہ کرنا - ناپاک کرنا +
 خیر یاد کرنا - چھوڑ دینا +

انسان میں طرح طرح کی خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ بعض پسندیدہ اور بعض ناپسندیدہ۔ بد مزاجی کا مطلب ہے۔ کہ انسان اپنے آپ کو سب سے اچھا اور دوسروں کو اپنے مقابلے پر حقیر سمجھتا ہے۔ ایسا وہی جب کسی سے بات کرتا ہے۔ تو اکر کر بولتا ہے۔ تو تیز ہو کر۔ نرم اور نائم الفاظ کا استعمال گناہ سمجھتا ہے۔ علم اور انکساری کو خیر یاد کر دیتا ہے۔ اور بات بات میں تیزی دکھا کر دوسروں پر

اپنا رعب جمانا چاہتا ہے۔ دوسروں کی د
 اور اپنی زبان کو الودہ کرنے کا خیال نہیں کرتا
 ۲۔ ایسا شخص لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جاتا۔
 لوگ اس کی صحبت سے گریز کرتے ہیں۔ کوئی
 سے صحبت نہیں کرتا۔ اس کے خلیل دماغ اور
 پر لوگ تھمتے اڑاتے ہیں۔ جیسا لوگوں کے
 وہ سختی سے پیش آتا ہے۔ ویسے ہی لوگ بھی
 کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں۔ اس میں
 بالکل نہیں ہوتی۔ اور قہر و رویش برجانِ در
 کی مثل کے مطابق خود بخود اپنے دل میں جا
 ہے۔ اور غم و غصہ کی تکلیف برداشت کرے
 علاوہ دنیا کے کاروبار کا بھی نقصان اٹھے
 اور زندگی اس کے لئے وبالِ جان ہو جاتی
 ۳۔ پورا انسان پر بعض گھڑیاں رنج و اطم کی بھی آ
 اور دنیا میں رہ کر طح طح کے صدابت بھی
 ہیں۔ اور یہ باتیں کچھ دیر کے لئے انسان کو
 کر دیتی ہیں۔ مگر یہ پریشانی اور رنج و فکر

نہیں ہے۔ جسے ہم بد مزاجی کہتے ہیں۔ بلکہ بد مزاج
وہ شخص ہے۔ جو خواہ مخواہ اور بلا وجہ منہ
پھلانے اور تیوری چڑھانے لگے،
بعض اشخاص کو تو یہ بد مزاجی دائمی تپ کی طرح
ہمیشہ چمپی رہتی ہے۔ انہیں خدا نے شاندار و
صورت ہی پیدا کیا ہے۔ ایسے انسان کی تو
عادت بدلنا بہت مشکل ہے۔ لیکن جن لوگوں
کو بد مزاجی کبھی کبھی دورہ کے طور پر لاحق ہوتی
ہے۔ ان کا علاج ممکن ہے۔ جن کا بہترین طریق
یہ ہے۔ کہ اس کے خیر خواہ دوست دورہ کے
وقت اس کے خیالات کو دوسری طرف مائل کرنے
کی کوشش کریں۔ اس سے کوئی اخبار یا کتاب
پڑھا کر سننے لگ جائیں۔ جس سے وہ خاموش
اور کاوٹ جو اس مرض کی تمہید ہے۔ شائد
تھیں ہونے پائیگی۔

پس بد مزاجی اور تڑش رونی کا سبب خواہ کچھ بھی ہو
انسان کے لئے ایک نہایت مذموم عادت ہے

اس ایک آدمی کے نام عقول رنج کی وجہ سے تپ
گھر والوں کی خوشی بے مزہ ہو جاتی ہے۔ اور گھروں
بچوں کے لئے روٹھنے کی بہت برسی مثال قائم
جاتی ہے۔ لہذا چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہیں
کرنی چاہیے۔ انسان کو بلند ارادہ اور فرخ جو
ہونا چاہیے۔ انسان کی زندگی نہایت مختصر
چند روزہ ہے۔ اسے بھی فضول رنجوں سے تلخ
دانشمندی کے خلاص ہے۔

سوالات

- ۱۔ بد مزاجی و ترش روی سے کیا مراد ہے؟
- ۲۔ بد مزاج آدمی کی موٹی شناخت کیا ہے؟
- ۳۔ بد مزاج آدمی آخر کار کیوں ذلیل ہو جاتا ہے؟
- ۴۔ بد مزاجی کی عادت کے بڑے بڑے اسباب کیا ہیں؟
- ۵۔ بد مزاجی کا صحیح علاج بتاؤ؟

سنتی نمبر ۱۸

ضد وہٹ نافرمانی

اخلاق - خلق کی جمع - عادت و

خصلت وغیرہ

قربانگاہ - قربانی کی جگہ

استقلال - ارادے کی پختگی

نمایاں - ظاہر

پھل جانا - ضد میں آجانا

مہذول - خرچ کیا گیا

ضرب المثل - مشہور کہاوت

برداشت - بروباری ترمی

ہٹ دھری - ضد کرنا

ضعف اعصاب - پھونکی

کمزوری

۱۔ ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بھی ایک قسم

کی بیماری ہے۔ جس کے نتیجہ میں آخر نافرمانی

پیدا ہوتی ہے۔ بچوں کی ضد مشہور ہے جس کا

سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ماں باپ بچوں

کی ضد کو دور کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ غلط طریقوں

سے انہیں ضدی بنا دیتے ہیں۔ جب کوئی بچہ

مچلتا ہے۔ تو گھر والے تماشاً بنا لیتے ہیں وہ

بچے تالیباں بجانا شروع کر دیتے ہیں۔ بچے کے
 بگڑے ہوئے ثیور ادھر ماں کو بھی پہنچ آئے۔
 اور اس نے ایک اور اخلاقی محبت کی قریب لگاہ
 پر چڑھا دیا۔ نہ معلوم بہاری عورتوں کو کب سمجھے
 آئیگی۔ کہ وہ اپنی اولاد سے سچی محبت کرنا بھی
 سیکھنیگی یا نہیں؟

۲۔ ضد کے وقت بچے کی طبیعت کو ہمیشہ دوسری
 طرف لگاؤ۔ لیکن جھوٹے بہانوں سے نہیں بلکہ
 صحیح طریقوں سے بچہ کی طبیعت میں استقلال
 نہیں ہوتا۔ اسے روٹی کا ٹکڑا یا کھلونا وغیرہ
 دے کر یا اس کی جگہ بدل کر اس کی توجہ کو آسانی
 سے دوسری طرف مبذول کیا جاسکتا ہے۔
 علاوہ اس کے ان کی کسی خواہش کو ڈانٹ
 کر رونا کرو۔ کیونکہ اس سے بھی اکثر ضد
 پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۔ ضد کے وقت کبھی سزا مت دو۔ کیونکہ سزا
 ضد کو زیادہ چمکاتی ہے۔ اور سزا سے بچے

اکثر زیادہ بگڑ جایا کرتے ہیں۔ اور اگر اس وقت پیار کیا جائے تو اس سے بھی وہ زیادہ نچل جاتے ہیں۔ اور اگر وہ مختلف ذرائع اختیار کرنے کے باوجود بھی ضد نہ چھوڑیں۔ تو ان کو اسی حالت میں چھوڑ دو۔ تھوڑی دیر کے بعد تھک کر خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ اور ضد کی اصلاح کے لئے جو طریقے اختیار کرو۔ ان سے بچتے پر اس کو ظاہر نہ ہونے دو۔ کہ انہیں منایا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہ خیال انہیں اور بھی ضدی بنا دیگا۔

۴۔ ضد کا سب سے بڑا سبب دراصل جسمانی کمزوری اور ضعف اعصاب ہے۔ اس لئے بیماری میں اور بیماری کے بعد بچے ضرور ضدی ہو جایا کرتے ہیں۔ پس بچے کی جسمانی صحت کا پوری طرح خیال رکھو۔ اور ان میں برداشت کی قوت پیدا کرو۔

۵۔ جو ماں باپ دوسرے بچوں کے مقابلے پر

اپنے بچوں کی غلط بات بھی مان لیتے ہیں۔ ان کے بچے اکثر ضدی ہو جایا کرتے ہیں اور وہ اپنے زیر اثر لوگوں اور دوسرے بچوں کو اپنی ہی بات منوانے پر مجبور کرتے ہیں اور اپنے خلاف کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور بڑے ہو کر بھی ان میں یہی عادت قائم رہتی ہے۔ امراء کے بچوں میں اسی لئے یہ عادت عموماً زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔

۶۔ پس سب سے بہتر علاج اس مرض کا یہ ہے کہ خود ماں کے مزاج بہت اچھے ہوں۔ ماں کو چاہئے کہ ہر وقت خوش رہنے والا پہلو اختیار کرے۔ جیسا کہ ہر ایک ضرب المثل میں معلوم ہوتا ہے کہ خوش رہنے والے کے پاس سب کچھ ہے۔

سوالات

- ۱۔ ضد اور ہنٹ دھری کی عادت کا انجام کیا ہوتا ہے؟
 - ۲۔ بچے کیوں کر ضدی ہو جایا کرتے ہیں؟
 - ۳۔ ضدی بچوں کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟
 - ۴۔ ضد کا سب سے بڑا علاج کیا ہے؟
 - ۵۔ ضد کے اسباب پر مختصر روشنی ڈالو؟
-

سبق نمبر ۱۹

بیوفائی و وعدہ خلابی

معاون - مددگار +	مددگار +
سوسائٹی - مجلس - محفل +	فائدہ اٹھایا ہوا +
گوشمالی - کان مرقدنا بیزادینا	وہی - سزا دینا +
راج الوقت جس کا رواج ہو +	عامہ - عام امن +
نمک حرام - کھا کر حرام کرینے والا	انداز - خرابی پیدا کرنے والا +
بد اصل +	

جو شخص اچھے اور بُرے وقت اپنے آقا کا ساتھ دے۔ وہ وفادار ہے۔ اور جس میں یہ عادت نہ ہو۔ وہ بیوفہ ہے۔ وفادار اور بیوفالوں کی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ ایسے لوگ ہر زمانے میں گزرے ہیں جنہوں نے اپنی جائیں وفاداری پر قربان کر کے حتیٰ تک ادا کیا برخلات اس کے ان لوگوں کی بھی کمی نہیں جو اپنے وقت

پر نمک حرام ثابت ہوئے۔ اور اپنے ناپے
بے وفائی کا دھبہ لگا گئے۔

۲۔ اپنے آقا یا ولی نعمت کا حق دوستی ادا کرنا

وفاداری نہیں۔ بلکہ سب سے اعلیٰ درجے

وفاداری یہ ہے۔ کہ انسان اپنے ملک

آئین و قوانین کا پابند رہے۔ کوئی ایسی

ذکرے۔ جس سے ملک کے امن و امان

پیدا ہو۔ اور جو لوگ امن عامہ میں خلل

ہوں۔ ان کی سرکوبی و گوشمالی کے لئے

وقت کا حمد و معاون رہے۔

۳۔ قانون راجح الوقت کا خود پابند رہنا اور

کو اس پر کار بند رہنے کے لئے کوشش

عین وفاداری ہے۔ قانون کی عزت باد

کی عزت اور اس کی توہین بادشاہ کی توہین

ہے۔ بادشاہ رعیت کے اور والدین او

لئے خدا کا سایہ ہوتے ہیں۔ جو لوگ ا

ساتے سے مستفید ہونا چاہتے ہیں،

کہ اس کی قدر و منزلت میں کوتاہی نہ کریں۔
 ورنہ خدا کی بارگاہ میں جو اب وہ ہونگے پ
 وعدہ خلافی بھی انسان کا ایک بہت بڑا عیب
 ہے۔ جو وعدہ کا پابند نہیں۔ وہ انسان نہیں
 بلکہ شیطان ہے۔ جو تول اور بول کا پورا نہیں
 س کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسا آدمی اپنی سوسائٹی
 میں پر لے درجے کا دلیل اور خوار ہو جاتا ہے۔
 ورنہ اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے در
 در بھٹکتا پھرتا ہے۔ اور ہر بات میں دوسروں
 کا محتاج ہو جاتا ہے۔

س کی عادت عموماً وقت کی قدر نہ کرنے سے
 پیدا ہوتی ہے۔ پابندی وقت کی نیک عادت
 انسان کو زندگی کے مراحل طے کرنے میں بڑی
 رو دیتی ہے۔ جو شخص وقت کا پابند ہوتا ہے
 ہمیشہ وعدے کا سچا ہوتا ہے۔ جو ایسا نہیں
 ہوتا۔ وہ ہمیشہ ٹال مٹول میں وقت ضائع کر دیتا ہے
 وعدہ کو کبھی پورا نہیں کر سکتا۔ اور کج کل کرتا

کرتا وقت ضائع کر دیتا ہے۔ وہ خود ہی مصیبت
میں نہیں پڑتا۔ بلکہ دوسروں کو بھی مصیبت
میں گرفتار کر لیتا ہے۔

سوالات

- ۱۔ وفاداری اور بے وفائی سے تم کیا مطلب سمجھتے ہو؟
- ۲۔ اصلی اور حقیقی وفاداری کیا ہوتی ہے؟
- ۳۔ حکام وقت کی وفاداری کرنا کیوں ضروری ہے؟
- ۴۔ وعدہ خلافی سے کیا کیا نقصان ہوتے ہیں؟
- ۵۔ وعدہ خلافی کی عادت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ اور اس کا علاج کیا ہے؟

سبق نمبر ۲

بہبودہ گوئی و آوازہ گوئی

مشاہدہ - دیکھنا
 فطرت - پیدائش - نچر
 سلامت روی - سیدھی چال چلنا
 شرکشت - ٹلنا - سیر کرنا
 مقاصد جمع مقصد کی - ارادہ
 ۱۔ بچہ عموناً فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے۔ اسکے اندر ہر نیکی کو قبول کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ مشاہدات اس کا ثبوت دے رہے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ سجائی بچوں کے اندر صحیح مسنون میں پائی جاتی ہے۔ ان کے قول و فعل میں کسی قسم کا بل جھل نہیں ہوتا۔ جہد و جہد اور تحقیق کا مادہ ان میں موجود ہوتا ہے محبت و بہبودی کی لہریں ان میں موجزن ہوتی

موجزن موجیں مارتا ہوا
 جہد و جہد - کوشش سعی
 شک خار - سخت پتھر
 زود اثر - جلد اثر کرنے والا
 سوسائٹی - مجلس - محفل
 صحیحہ - صحیح

ہیں۔ مگر ان کا سنوار یا بگاڑ والدین کے اختیار میں ہے۔ خواہ وہ انہیں تشریح کر چکے ہوئے بیش قیمت پیرے بنا دیں۔ خواہ سنگِ خار کی حالت میں ان گھڑت چھوڑ دیں۔

۲۔ بچوں کو بگاڑنے والی سب سے بڑی چیز آوارہ گردی ہے۔ جو بڑی صحبت کے اثر سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر بڑی صحبت سے بچوں کو نہ بچایا جائے تو تمام اصلاحی سکیم نفل ہو جاتی ہے۔ خود بخود پیدا شدہ عیوب تو ذرا سی توجہ سے دور ہو سکتے ہیں مگر سوسائٹی کے ذریعے آنے والے عیب بعض دفعہ دور ہونے ناممکن ہو جاتے ہیں۔

۳۔ صحبت ایک ایسی مہلک اور زود اثر مرض ہے جس کا علاج بعض اوقات ناممکن نہیں کہ مشکل ضرور ہے۔ بڑی صحبت سے انسان ایک دلیل میں پھنس جاتا ہے۔ اور خیالات کی زونا معلوم طور پر انسان کی روح کو مردہ کر دیتی ہے۔ اس کا اثر معتدل امراض کی طرح سہرا منت

کر جاتا ہے۔ یہ ایسے باریک راہوں سے
اثر کرتی ہے۔ کہ انسان کو اس کا احساس
بھی نہیں ہوتا۔ مگر وہ اندر ہی اندر اس کا

شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

۴۔ آوارہ گردی اور بیہودہ گوئی کی عادتیں جو

انسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتیں۔ بری
صحبت کے علاوہ وقت کی پابندی نہ کرنے

سے پیدا ہوتی ہیں۔ وقت کی پابندی سے

ہمت اور استقلال پیدا ہوتا ہے۔ اور

ہر وقت کی مہر گشت طبیعت کو آوارہ اور

خراب کر دیتی ہے۔

۵۔ وقت کی قدر نہ کرنے اور اسے فضول کاموں

میں ضائع کرنے سے انسان کا کوئی کام بھی

انجام تک نہیں پہنچ سکتا۔ وقت کی پابندی

نہ کرنے سے ہزاروں حکومتیں الٹ گئیں

۔ گاڑیاں آپس میں ٹکرا کر تباہ ہو گئیں۔

جائیں تلف ہو گئیں۔ ہزاروں عمارتیں

سے بدل گئیں۔ پس انسان کو لازم ہے۔ کہ وقت کا پابند ہے۔ اور ہر کام کو اس کے مقررہ وقت پر انجام دے۔

۴۔ انسان کی عمر کے تین حصے ہوتے ہیں۔ بچپن۔ جوانی اور بڑھاپا۔ بچپن کی عمر بولنے۔ اور جوانی و بڑھاپا کا نئے دن ہیں یا یوں کہو کہ بچپن علم و ہنر کے سیکھنے۔ جوانی کمائے اور بڑھاپا خرچ کرنے کے لئے ہے۔ بچپن کی عمر کو اگر آوارہ گردی میں ضائع کر دیا۔ تو جوانی اور بڑھاپا دونوں تباہ ہو جائینگے۔

۵۔ وقت ایک دولت ہے۔ بچوں کو شروع سے ہی کھلانے پلانے۔ دودھ دینے اور حاجات ضروریہ میں پابندی وقت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ تاکہ انہیں پابندی اور سلامت روی کی عادت ہو۔ اور اپنے تمام کاروبار کو مقررہ وقت پر انجام دے کر دین اور دنیا ہر دو کے مقاصد میں کامیاب ہوں۔

سوالات

- ۱۔ آوارہ گردی اور بیہودہ گوئی کی عادت بچوں میں کیسے پیدا ہوتی ہے؟
- ۲۔ آوارہ گردی سے بچوں کا بچائے رکھنا کیوں ضروری ہے؟
- ۳۔ بڑی صحبت کا اثر کیا ہوتا ہے؟
- ۴۔ وقت کی قدر کرنا کیوں ضروری ہے؟
- ۵۔ انسان کی عمر کے کون کون سے تین حصے ہیں؟ اور ان میں انسان کا کیا فرض ہے؟



ایک ضروری التماس

تو اصحاب اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں انکی خدمت میں
درخواست ہے کہ وہ ہمیں ازراہ کرم اپنا نام اور ڈاک کا مکمل
پتہ لکھنے دیجیے تاکہ ہمارے ہاں سے اردو علم و ادب کی جو نہایت
مستفید کتابیں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی ہیں ان کی اطلاع
اور دیگر مطبوعات کی فہرست ہم ان کی خدمت میں روانہ کرتے
رہا کریں امید ہے کہ ہمارے معزز بھائی اور بہنیں ہمارے اس
درخواست کو شرف قبول بخش کر نہ صرف اپنا پتہ بلکہ اپنے
عزیزوں اور رشتہ داروں کے نام و پتے بھی میں تحریر فرمائیں تاکہ

شیخ عنایت اللہ منیجنگ ایجنٹ تاج پبلشرز
قرآن منزل، ریلوے روڈ، لاہور

تہت

قرآن پاک

کارِ ثواب
موجبِ شہادت
اور
فدیۂ نجات

کا پڑھنا
اس کا سمجھنا
اس پر عمل کرنا

ہم



قرآن پاک

کارِ پُرسنا
اس کا سمجھنا
کارِ ثواب
موجبِ شہادت
اور
اس پر عمل کرنا
فدیۂ نجات

ہم



الاعوان



تاج کتب خانہ لاہور
مکتبہ المدنی لاہور